بسم اللہ الرحمن الرحیم

سکرات سے تعزیت تک

مؤلف

مولانا غیاث احمد رشادی

ناشر

صفا بیت المال ایجوکیشنل ویلفیر اینڈ چیریٹیبل ٹرسٹ رجسٹرڈ انڈیا

نزد مسجد الفلاح، واحد نگر، قدیم ملک پیٹ، حیدرآباد-انڈیا۔

کتاب	:	سکرات سے تعزیت تک
مصنف	:	**مولانا غیاث احمد رشادی**
صفحات	:	۴۲
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار
ناشر	:	صفا بیت المال ایجوکیشنل ویلفیر اینڈ چیریٹیبل ٹرسٹ رجسٹرڈ انڈیا نزد مسجد الفلاح، واحد نگر، قدیم ملک پیٹ، حیدرآباد-انڈیا۔
قیمت	:	بیس روپئے Rs.20/-

ملنے کا پتہ

صفا بیت المال ایجوکیشنل ویلفیر اینڈ چیریٹیبل ٹرسٹ رجسٹرڈ انڈیا

نزد مسجد الفلاح، واحد نگر، قدیم ملک پیٹ، حیدرآباد-انڈیا۔فون: 24551314

مؤلف کی دیگر تصنیفات www.rashadibooks.com پر ملاحظہ کریں۔

حرف آغاز

اس مہربان رب ذوالجلال کے نام سے اس کتاب کا آغاز کرتا ہوں جس نے انسان کو علم وعرفان سے آگاہ کیا ، بے حساب درودو سلام نبی رحمت حضرت محمد مصطفے ﷺ پر جن کی مبارک زندگی کو قیامت تک کیلئے عمدہ اور بہترین نمونہ بنایا گیا، رحمت الٰہی کا نزول ہوان ائمۂ محدثین ،فقہا،علماء اور محققین پر جن کی زندگی کا ہر ہر لمحہ قرآن حکیم اوراحادیث مبارکہ کی اشاعت میں گزرا اور جنہوں نے انسان کی پیدائش سے وفات تک کے سارے مسائل کو سمجھنے اوراس پر آسانی کے ساتھ عمل کرنے کی راہیں ہموار کیں۔

احقر نے اپنے اساتذۂ کرام کی رہنمائی اوراکابر کی سرپرستی میں جب سے مختصراور عام فہم کتابوں کی تالیف شروع کی ہے اسی وقت سے عوام وخواص نے ہرطرح حوصلہ افزائی کی ،قرآن وحدیث کی روشنی میں کسی بھی ایک موضوع پراس انداز کی تحریرکو پسندکیا اور رفتہ رفتہ یہ کتابیں نہ صرف ہندوستان کی مختلف ریاستوں میں

پھیل گئیں بلکہ بیرونی ممالک میں بھی ان کتابوں کومقبولیت نصیب ہوئی،موجودہ دور میں جس اہم مسئلہ پر لکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی لوگوں نے مجھ نا کارۂ علم وعمل کومشورہ دیا کہ فلاں موضوع پر ایک کتاب تحریر کی جائے، چنانچہ ہم اپنے محلّہ میں کیسے رہیں؟ رشتہ داروں میں ایسے رہیے، موجودہ معاشرہ میں نکاح بوجھ کیوں؟ وغیرہ ہمارے مخلص وہمدرد قارئین کے مشورہ اور انکی توجہ دہانی کا نتیجہ ہے، چند دنوں قبل میں ایک نیک اور صالح خاتون نے عیادت سے متعلق ایک مختصر کتاب تحریر کرنے کی خواہش ظاہر کی تھی، الحمدللہ وہ تصنیف کے مرحلہ سے گزر چکی ہے، اللہ تعالیٰ طباعت کے اسباب پیدا فرمادے، حال ہی میں محمدیہ مسجد عنبر پیٹ کی کمیٹی کے افراد بالخصوص جناب خالد صاحب نے مجھ حقیر کو اپنی مسجد میں بالخصوص مدعو کیا اور خواہش کی کہ اب تک آپ زندگی اورزندوں سے متعلق اصلاحی کتابیں تحریر کرتے رہے ہیں،ایک کتاب موت اور موت کے بعد تجہیز و تکفین، نماز جنازہ، تدفین وغیرہ سے متعلق بھی لکھدیں جس میں صحیح اسلامی طریقہ بیان کیا جائے اور ساتھ ہی جوخرافات وبدعات موت کے ساتھ ہی زندہ ہوجاتے ہیں انکا بھی جائزہ لیں، چنانچہ انہی حضرات کی خواہش پر یہ کتاب تحریر کررہا ہوں، اللہ تعالیٰ اس کوقبول فرمائے اورامت کے لئے نافع بھی بنادے آمین

غیاث احمد رشادی

محرّم ۱۴۲۲ھ، اپریل ۲۰۰۱ء

سکرات کی حقیقت

وہ بیماری جس بیماری کے بعد آدمی کو صحت وتندرستی نصیب ہوتی ہے وہ تو مطلق بیماری اور مرض ہے لیکن وہ بیماری جس بیماری کے بعد صحت وتندرستی کے بجائے اسی حالت بیماری میں موت آجاتی ہے اس بیماری کو مرض الموت کہتے ہیں اور عین موت سے پہلے جو کیفیت مرنے والے پر طاری ہوتی ہے اسے سکرات کہتے ہیں، قرآن مجید نے اسی سکرات کا یوں ذکر کیا۔

وجاء ت سكرة الموت بالحق ذالك ماكنت منه تحيد)(سوره ق/ ١٩)

اور تحقیق کہ پہنچی بیہوشی موت کی، یہ وہ چیز ہے جس سے تو بدکتا ہے۔

اور نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا:'

ان الموت سكرات

بیشک موت کی بڑی شدتیں ہوتی ہیں

ابوبکر بن الانباری نے اپنی سند کے ساتھ حضرت مسروق سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ پر موت کے آثار شروع ہوئے تو حضرت عائشہؓ کو بلایا وہ پہونچیں تو یہ حالت دیکھ کر بے ساختہ ایک شعر زبان سے نکلا اذا حشرجت یوما وضاق بها الصدر یعنی جب روح ایک دن مضطرب ہوگی اور سینہ اس سے تنگ ہوجائے گا، حضرت صدیق اکبرؓ نے سنا تو فرمایا کہ تم نے فضول یہ شعر پڑھا یوں کیوں نہ کہا "وجاء ت سكرة الموت بالحق ذالك ماكنت منه تحيد "نبی رحمت ﷺ کو جب یہ حالت پیش آئی تو آپ پانی میں ہاتھ ڈال کر چہرۂ مبارک پر ملتے اور فرماتے تھے "لا اله الا اللّٰه ان الموت سكرات" اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، موت کی بڑی شدتیں ہوتی ہیں۔

موت کے آثار کیا ہیں

جب آدمی کی زندگی کے آخری لمحات شروع ہوتے ہیں اور نزع کی کیفیت شروع ہوجاتی ہے تو اس وقت مرنے والے پر موت کے کچھ آثار ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ احادیث کی روشنی میں علماءامت نے جو علامتیں تحریر کی ہیں وہ یہ ہیں کہ مرنے والے کی ناک کا بانسہ ٹیڑھا ہوجاتا ہے، آنکھ کی پتلی ڈھل جاتی ہے، زبان موٹی پڑ جاتی ہے، پیر سست ہوجاتے ہیں یعنی پیروں کے سکیڑنے اور پھیلانے کی قوت و طاقت ختم ہوجاتی ہے، رگیں کھینچنے لگتی ہیں، پیشانی کی کنپٹیاں دبنے لگ جاتی ہیں، رنگ بدل کر مٹیاں سا ہوجاتا ہے، ہونٹ خشک، ہاتھ پیر سرد اور بے حس ہوجاتے ہیں، اور مخصوص قسم کی آواز سنائی دینے لگتی ہے، یہ اور اس قسم کی علامتیں ظاہر ہونے لگ جائیں تو سمجھ لینا چاہیے کہ یہ موت کی سکرات کا وقت ہے، یہ بیقراری اور ایک قسم کی بے ہوشی کا وقت ہوتا ہے، مرنے والے کو اس وقت شدید قسم کی تکلیف ہوتی ہے، ہمیں ایسے وقت اللہ تعالیٰ سے دعاء کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس مومن بندہ پر رحم و کرم فرمادے اور سکرات کی اس سختی کو دور فرمادے، اس موقع پر اللہ تعالیٰ ہماری بھی مدد فرمائے۔

سکرات کے وقت حاضرین کی ذمہ داریاں

جن علامات سکرات کا تذکرہ ہم نے کیا ہے ان علامات کے ظاہر ہونے پر اس مرنے والے کے پاس بیٹھ کر قرآن مجید پڑھنا چاہیے، اگر سورہ یسین زبانی یاد یکھ کر پڑھی جائے تو بہتر ہے، نبی رحمت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے حکم دیا کہ مرنے والوں کے پاس سورۂ یسین پڑھا کرو، اسی طرح قریب بیٹھنے والوں کو چاہیے کہ مرنے والے کے کان کے قریب کلمہ ”لاالہ الااللّٰہ محمد رسول اللّٰہ“ برابر پڑھتے رہیں تا کہ وہ سن کر خود بھی کلمہ پڑھ لے اور اس کا خاتمہ بھی ایمان پر ہو، ہاں! اگر وہ خود ہی کلمہ پڑھ رہا ہو تو پھر پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے، یہاں یہ بات یاد رہے کہ مرنے والے کو کلمہ پڑھنے کا حکم نہیں دینا چاہیے اس لئے کہ اس حالت میں وہ انتہائی تکلیف میں ہوتا ہے، ہوسکتا ہے کہ اس تکلیف کی شدت کی وجہ سے وہ کلمہ پڑھنے سے انکار کردے، اور مرنے والے کے حق

میں اللہ تعالی سے گڑ گڑا کر دعاء بھی کرتے رہیں کہ ایمان پر خاتمہ ہو اور اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادے حضور ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ سکرات کے وقت جو لوگ دعا کرتے ہیں فرشتے ان کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔ (مشکوۃ)

میت کے پاس سکرات کے وقت کلمہ طیبہ کے پڑھنے کو "تلقین" کہتے ہیں۔ تلقین کا یہ عمل اس وقت تک جاری رکھا جائے جب تک کہ مرنے والا اپنی زبان سے ایک دفعہ کلمہ نہ پڑھ لے، اگر مرنے والا کلمہ پڑھ لے اور پھر کوئی بات کرلے تو پھر دوبارہ کلمہ طیبہ کی تلقین اسی طریقہ سے کی جائے تا کہ اس کا آخری کلام کلمہ طیبہ ہو، سورۂ یسین کی طرح سورۂ رعد کا پڑھنا بھی اس وقت مستحب ہے۔ یہاں یہ بات بھی ذہن میں رہنا چاہیے کہ سورۂ یسین سورۂ رعد وغیرہ کے پڑھنے کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ اس مریض کی موت طلب کی جارہی ہے بلکہ مقصد اس کا یہ ہے کہ مرنے والے کو آسانی اور راحت نصیب ہوجائے (اللہ تعالیٰ سکرات کی شدت سے ہم سب کی حفاظت فرمادے)۔ حاضرین کیلئے یہ بھی مستحب ہے کہ سکرات کی علامتوں کے ظاہر ہونے کے بعد مرنے والے کا منہ قبلہ کی طرف پھیر دے اور جس طرح سیدھی کروٹ پر لیٹنا مستحب ہے اسی طرح اس کو بھی سیدھی کروٹ پر لٹا دیں یا سر کے نیچے ایک پاک تکیہ رکھکر ذرا اوپر اٹھا دیں تا کہ اس کا منہ قبلہ کی طرف ہوجائے یہ سب صورتیں جائز ہیں اور اگر مرنے والے کو مذکورہ طریقے سے لٹانے میں تکلیف ہو تو وہ جس حالت میں ہو اسی حالت میں رہنے دیں، امام سکا کیؒ نے روح نکلتے وقت ایسی عورتوں کو انکے پاس بیٹھنے سے منع فرمایا جو حیض ونفاس کی حالت میں ہوتی ہیں اس لئے کہ یہ وقت فرشتوں کی حاضری کا ہوتا ہے، بعض علماء نے غیر مسلم کو بھی روح نکلتے وقت میت کے پاس سے ہٹانے کا حکم دیا ہے۔

سکرات کے وقت کی کوتاہیاں

(۱) کسی مسلمان پر سکرات کی کیفیت طویل مدت تک ہو تو ہرگز یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ اس کے کیئے کی سزا اس کو مل رہی ہے وغیرہ، بلکہ مومن کے بارے میں اچھا گمان

رکھنا چاہیے ۔(۲)سکرات کے وقت مرنے والے کے سامنے اسکی جائیداد، مال و دولت اور بیوی بچوں کا تذکرہ نہیں کرنا چاہیے اسلئے کہ یہ وقت اپنی مغفرت اور آخرت کی فکر کا ہے ایسے وقت بھی دنیا کی فکروں میں رہنا نادانی ہے اور خود مرنے والا بیوی، بچے، بھائی، بہنیں، اور ماں باپ، رشتہ داروں اور دوست احباب کا تذکرہ کرنے لگے تو حکمت کے ساتھ اس گفتگو کو بدلنا چاہیے اور اس کے دل اور دماغ کو آخرت کی طرف پھیر دینا چاہیئے (۳)سکرات کے وقت مرنے والے کے متعلقین کو چاہیئے کہ اس کے سامنے چیخنے چلانے اور بلند آواز سے رونے سے گریز کریں، محبت کے اظہار کا طریقہ یہ نہیں ہے کہ مرنے والے کے سامنے چیخیں چلائیں اور اپنے موجود رہنے کا ثبوت دیں بلکہ محبت کا تقاضا یہ ہے کہ خلوص دل سے اس کے حق میں دعاء کریں اور خاموشی اختیار کریں اور اسکی آخرت کی کامیابی کیلئے جو تدبیر ہوسکتی ہے وہ اختیار کریں۔سکرات کے وقت بعض عورتیں مرنے والے کی بیوی کو اس کے سامنے کھڑا کر دیتے ہیں یا بیوی خود ہی سامنے آجاتی ہے اور پھر اس سے وہ عورتیں یا خود اس کی بیوی پوچھتی ہے کہ اس کو یا مجھ کو کس کے حوالے کئے جارہے ہو، بیچارا زندگی بھر اس کی ضرورتوں کو پورا کرتا رہا اب مرنے کے وقت بھی اس سے مواخذہ ہورہا ہے یہ وقت اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے کا ہوتا ہے ایسے وقت اس قسم کے سوالات سے میت کو آخرت کی فکر سے محروم کر دینا نادانی ہے۔(۵) بعض عورتیں مرنے والے کے سامنے اس کے بچوں کو لا کر کھڑا کر دیتی ہیں اور پوچھتی ہیں کہ ان کا اب کون ہوگا انہیں پیار کرلو ان کے سر پر ہاتھ تو رکھ دو، حکم تو یہی ہے کہ اگر مرنے والا خود یاد کرے تو سرسری طور پر سامنے کر دیں تا کہ اس کا دل ان میں اٹکا نہ رہے لیکن اگر وہ خود یاد نہ کرے تو اس کو یاد نہ دلائیں اس لئے بہتر یہی ہے کہ سکرات کے وقت مرنے والے کے پاس دیندار، سمجھدار، صابر اور سنجیدہ لوگ ہوں جو اس قسم کی حرکتوں کو روک سکیں۔(٦) بعض جگہ یہ بھی دیکھا گیا کہ بیچارہ سکرات کے عالم میں ہے اور

اسکے وارثین مال و دولت' روپیہ پیسہ' کی فکر میں ادھر ادھر تلاشی میں مصروف ہیں اور مرنے والا تنہا ہی ختم ہو جاتا ہے یہ تو انتہائی سخت دلی اور خود غرضی کی بات ہے ۔(۷) بعض لوگ اس خوف سے کہ مرنے والی کی بیماری قریب رہنے کی وجہ سے خود کو نہ لگ جائے مرنے والے کے قریب ہی نہیں جاتے حالانکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی بیماری کسی کو نہیں لگ سکتی ،(۸) بعض لوگ مرنے والے پر یہ زیادتی و ظلم کرتے ہیں کہ اخیر تک اس سے باتیں کرانا چاہتے ہیں وہ تھوڑا سا ہوش میں آیا تو فورا پکارنے لگتے ہیں ادھر بیٹی پکار رہی ہے ابو جی ! ذرا آنکھ تو کھولو مجھے دیکھو میں کون ہوں ؟ ادھر بیوی پکار رہی ہے اور کسی ایک جانب بیٹا پکار رہا ہے ، اگر کسی حق واجب کے سلسلے میں دریافت کرنا ہو تو کوئی مضائقہ نہیں کہ پوچھ لیا جائے کہ کس کو کتنا قرض دینا ہے اور کس کے کیا کیا حقوق باقی ہیں وغیرہ ، سکرات کے وقت ایک بے احتیاطی یہ بھی ہوتی ہے کہ نا محرم عورتیں ، اڑوس پڑوس کی عورتیں ، دور کی رشتہ دار عورتیں مرنے والے کے سامنے آکر کھڑی ہو جاتی ہیں اور اس وقت پردہ کو ضروری نہیں سمجھتیں ، یہ بڑی جہالت کی بات ہے اس لئے کہ اگر اس کو ہوش ہے اور وہ دیکھ سکتا اور سمجھ سکتا ہے تو نا محرم عورتوں کا اسکے سامنے آنا تو بالکل جائز نہیں ہے ،

بعض علاقوں میں یہ بری رسم بھی رواج پا گئی ہے کہ جب عورت کے انتقال کا وقت قریب آتا ہے تو دوسری عورتیں اس کے ہاتھوں میں مہندی لگاتی ہیں اور اس کو وہ مسنون سمجھتی ہیں حالانکہ یہ مسنون نہیں بلکہ ناجائز ہے ، بعض علاقوں میں جب کسی عورت کے انتقال کا وقت قریب آتا ہے اور وہ نزع کی حالت سے دوچار ہوتی ہے تو اس کے شوہر کو سامنے کھڑا کیا جاتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کہ وہ مہر معاف کر دے یہ بالکل درست نہیں ہے ، اسی طرح شوہر کے انتقال کے وقت بھی عورت کو اسکے سامنے کھڑا کیا جاتا ہے اور لوگ اصرار کرتے ہیں کہ وہ مہر معاف کر دے ، وہ رسم سے مجبور ہو کر مہر معاف کر دیتی ہے ، یہ سراسر ظلم ہے ۔

موت کی اطلاع

مرنے کے بعد رشتہ داروں، دوست واحباب متعلقین اور اہل محلّہ وغیرہ کو موت کی خبر دینے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر عالم زاہد یا ایسا شخص جس سے لوگ عقیدت رکھتے ہوں وفات پا جائے تو اس کے جنازے کیلئے بازاروں میں اعلان کرنا مستحسن ہے، میت کے رشتہ داروں، پڑوسیوں اور اہل محلّہ اور عام لوگوں کو اس وجہ سے کہ نماز جنازہ میں لوگ زیادہ حاضر ہوں اطلاع دینا مستحب ہے۔

جب جان نکل جائے

جب سکرات کا عالم ختم ہو جائے اور آدمی کی جان نکل جائے تو حاضرین کی ذمہ داری ہے کہ وہ فوراً میت کے اعضاء درست کر دیں یعنی ہاتھ پیر سیدھے کر دیں آنکھ بند کر دیں، جب آنکھ بند کریں تو میت کا نام لے کر یہ دعاء پڑھنی چاہیے اللّٰھم اغفر لفلاں وارفع درجتہ فی المھتدین وافسح لہ فی قبرہ ونور لہ فیہ (مسلم و ابوداود) یا یہ دعاء پڑھے بسم اللّٰہ وعلی ملۃ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اللّٰھم یسر امرہ وسھل علیہ مابعدہ واسعدہ بلقائک واجعل ما خرج الیہ خیرا مما خرج عنہ اور ایک صاف کپڑے کی پٹی لے کر تھوڑی کے نیچے سے ڈال کر سر سے باندھ دینا چاہیے تاکہ منہ کھلا نہ رہ جائے اور مکھی وغیرہ منہ میں داخل نہ ہو، اس کے بعد میت کے پاوں پھیلا دیں تاکہ سکڑ نہ جائیں اور اسکے پیٹ پر لوہے کا ٹکڑا یا شیشہ یا اور کوئی بھاری چیز رکھ دیں تاکہ اس کا پیٹ نہ پھول جائے بہتر یہی ہے کہ لوہا رکھیں اس لئے کہ لوہے کی تھوڑی مقدار ہی کافی ہو جائے گی، امام بیہقیؒ سے روایت ہے کہ حضرت انسؓ نے اپنے ایک غلام کے مرنے کے بعد اس کے پیٹ پر لوہا رکھنے کا حکم فرمایا اور پھر ایک کپڑے کی پٹی لے کر پیر کے دونوں انگوٹھوں کو ملا

کر باندھ دیں تا کہ اس کی دونوں ٹانگیں برابر رہیں پھیلنے یا کھڑی ہونے نہ پائیں، پھر ایک چادر سے اس کا پورا بدن ڈھک دیا جائے، میت کے نزدیک خوشبوئیں رکھی جائیں مثلاً عطر گلاب وغیرہ یا کمرہ میں لوبان یا اگر بتی سلگا دیا جائے۔(بحرالرائق، صفحہ ۱۲۴)۔

میت کو چارپائی یا تخت پر لٹانا چاہیے زمین پر نہ ڈال دیں تا کہ زمین کے اثر سے میت کا بدن متغیر نہ ہو جائے اور اس لئے بھی کہ ایک میت کو زمین پر لٹانے میں ہتک اور اہانت کا اندیشہ ہے اور حدیث میں میت کی تعظیم کا حکم ہے، ہاں اگر چارپائی یا تخت نہ ہو تو پھر زمین پر ہی چٹائی وغیرہ پر لٹانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

چند مسائل

(۱) جنابت والا آدمی (ناپاک مرد) اور حیض ونفاس والی عورتیں مردے کے قریب نہ جائیں بعض علماء کے نزدیک مذکورہ قسم کے لوگوں کا میت کے قریب بیٹھنا جائز نہیں بعض علماء نے حیض ونفاس والی عورت کو میت کے قریب بیٹھنے میں مضائقہ نہیں سمجھا ہے (مراقی الفلاح ۱۱۲)۔

(۲) مرنے کے بعد سے مردے کو جب تک غسل نہ دے دیا جائے اس وقت تک میت کے پاس بیٹھ کر قرآن وغیرہ پڑھنا مکروہ ہے۔(بحرالرائق، ۱۴۸ ج ۲) میت جس کمرے میں ہے اسکے علاوہ دوسرے کسی کمرے میں قرآن مجید پڑھا جا سکتا ہے

(۳) اگر میت عورت ہو تو ہرگز یہ درست نہیں کہ تعزیت کے لئے آنے والے ہر شخص کو اس کا چہرہ بتایا جائے جس طرح زندہ عورت کا پردہ واجب ہے اسی مردہ عورت کا پردہ بھی واجب ہے، لہذا میت اگر عورت ہو تو ایسے وقت نامحرم مردوں کو وہاں سے ہٹا دینا چاہئے۔

(۴) میت کو غسل دینے کے بعد میت کے پاس بیٹھ کر قرآن مجید پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں (آپکے مسائل اوران کا حل، جلد سوم، ۹۷)۔

میت کے پاس حاضرین کی کوتاہیاں

جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کے مرتے ہی سارے کے سارے رشتہ دار دوست واحباب رونے چیخنے چلانے حتی کہ گریبان پھاڑنے اور طرح طرح کے جملے کہہ کہہ کر اپنے غم کا اظہار کرنے لگ جاتے ہیں، ان کے جملوں میں بعض مرتبہ ایسے جملے بھی ہوتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی شکایت ہوتی ہے، غرض پوری بے صبری کا مظاہرہ ہوتا ہے اور روتے روتے ایسے بے قابو ہو جاتے ہیں کہ نہ خود کا کسی کو خیال ہوتا کہ کس قدر بے پردگی ہورہی ہے اور شریعت کے احکام کی خلاف ورزی ہورہی ہے اور نہ میت کا پاس ولحاظ ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد ان پر میت سے متعلق کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔

بعض علاقوں میں آدمی کے مرتے ہی سارے گھر والے آپس میں ایک دوسرے سے اس طرح لپٹ کر روتے ہیں کہ محرم نامحرم کا کوئی پاس ولحاظ نہیں ہوتا، دیور بھابھی سے لپٹ کر رورہا ہے، بھابھی دیور سے لپٹ کر رورہی ہے، سالی بہنوئی سے لپٹ کر رورہی ہے اور بہنوئی سالی سے لپٹ کر رورہا ہے، نعوذ باللہ گھر کے کسی آدمی کے مرجانے سے کیا اسلامی احکامات بھی اسی کے ساتھ چلے گئے، یہاں یہ بات ذہن میں رکھنا چاہیئے کہ کوئی مرگیا ہے تو کیا ہوا اسلامی احکامات تو زندہ ہیں اور زندہ رہیں گے۔

بعض لوگ روتے ہوئے میت کے اوپر گر جاتے ہیں ان کے چہرے کو ہلاتے ہیں ان کو خطاب کرتے ہوئے مختلف جملے کہتے ہیں اور یہ سارا منظر عموماً عورتیں پیش کرتی ہیں اوران کی یہ ساری حرکتیں تعزیت کیلئے جمع ہوئے لوگ دیکھتے رہتے ہیں، میت کی نوجوان بیٹیاں اور بیوی وغیرہ محلّہ اور پڑوس کے سارے لوگوں کے سامنے بیان کرکر کے جو روتی ہیں انہیں اس برے عمل سے باز آنا چاہیئے اور صبر سے کام لینا چاہیئے ۔

نوحہ اور ماتم کا حکم

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کی ایک دفع حضرت سعد بن عبادہؓ بیمار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ اپنے چند صحابہؓ کو ساتھ لے کر ان کی عیادت کے لئے حاضر ہوئے آپ ﷺ جب اندر تشریف لائے تو ان کو بڑی سخت حالت میں پایا کہ ان کے اطراف آدمیوں کی بھیڑ لگی ہوئی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا ختم ہو چکے؟ تو لوگوں نے عرض کیا نہیں ابھی ختم نہیں ہوئے تو رسول اللہ ﷺ کو ان کی یہ حالت دیکھ کر رونا آ گیا جب اور لوگوں نے آپ ﷺ پر گریہ کے آثار دیکھے تو وہ بھی رونے لگے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا لوگو! اچھی طرح سن لو اور سمجھ لو! کہ اللہ تعالیٰ آنکھ کے آنسو اور دل کے غم پر تو سزا نہیں دیتا کیونکہ اس پر بندہ کا اختیار اور قابو نہیں ہے پھر زبان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا لیکن اس کی غلطی پر یعنی زبان سے نوحہ اور ماتم کرنے پر سزا دیتا ہے اور انا لِلّٰه وانا اليه راجعون پڑھنے اور دعا واستغفار کرنے پر رحمت فرماتا ہے (بخاری و مسلم) نوحہ اور ماتم سے متعلق ایک اور روایت پڑھیں تو اندازہ ہوگا کہ سرکار دو عالم ﷺ ہمیں کیا ہدایات دینا چاہتے ہیں اور ہم ان ہدایات سے محروم ہیں۔ حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ ان کے شوہر ابو سلمہؓ کی وفات کے وقت رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ان کی آنکھیں کھلی رہ گئی تھیں آپ ﷺ نے ان کو بند کیا اور فرمایا جب روح جسم سے نکالی جاتی ہے تو بینائی بھی اسی کے ساتھ چلی جاتی ہے، اس لئے موت کے بعد آنکھوں کو بند ہی کر دینا چاہیے، آپ ﷺ کی یہ بات سن کر ان کے گھر کے آدمی چلا چلا کر رونے لگے اور اس رنج وصدمہ کی حالت میں ان کی زبان سے ایسی باتیں نکلنے لگیں جو خود ان لوگوں کے حق میں بددعا تھی تو آپ نے فرمایا لوگو! اپنے حق میں خیر اور بھلائی کی دعاء کرو اس لئے کہ تم جو کہہ رہے ہو فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے اس طرح دعاء فرمائی۔ اے اللہ! ابو سلمہؓ کی مغفرت فرما اور اپنے ہدایت یافتہ بندوں میں ان کا درجہ بلند فرما اور اس کے بجائے تو ہی نگرانی فرما ان کے پسماندگان کی اور رب العالمین! بخش دے ہم کو اور اس کو اور اس کی قبر کو وسیع اور منور فرما۔ (صحیح مسلم)۔

موت پر صبر کرنے کا اجر

رسول رحمت ﷺ نے ہر نا گفتہ بہ حالت پر صبر کرنے کی تعلیم دی ہے اور ایسے موقعوں پر صبر کرنے والوں کو بشارتیں بھی دی ہیں، یہ حدیث قدسی یقیناً ان لوگوں کیلئے رہنما ثابت ہوگی جو ایسے موقعوں پر بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہیں اور ان کیلئے خوشخبری کا ذریعہ بنے گی جو صبر کے دامن کو مضبوطی سے تھام لیتے ہیں۔

عن ابی ھریرہؓ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ یقول اللّٰہ ما لعبدی المومن جزاء اذا قبضت صفییه من اھل الدنیا ثم احتسبه الا الجنۃ۔ (بخاری)۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اپنے ایمان والے بندے (یا بندی) کے کسی پیارے کو جب میں اٹھالوں پھر وہ ثواب کی امید میں صبر کرے تو میرے پاس اسکے لئے جنت کے سوا کوئی معاوضہ نہیں ہے۔

اور ایک روایت اللہ کے ان نیک بندوں کیلئے طمانیت کا ذریعہ ثابت ہوگی جنہوں نے اپنی اولاد کے انتقال پر صبر کیا تھا اور اللہ تعالیٰ کی تعریف کی تھی۔

حضرت موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ کے کسی بندے کا بچہ انتقال کر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ روح قبض کرنے والے فرشتے سے فرماتا ہے تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کی؟ وہ عرض کرتے ہیں جی ہاں ! پھر فرماتا ہے کہ تم نے اس کے دل کا پھل اس سے لے لیا؟ وہ عرض کرتے ہیں جی ہاں! پھر فرماتا ہے کہ اس بندہ نے اس حادثہ پر کیا کہا؟ اور کیا تاثر ظاہر کیا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اس بندے نے آپ کی حمد کی آپ کا شکر ادا کیا اور انا للہ پڑھا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کیلئے جنت میں ایک عالی شان گھر بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔ (مسند احمد و ترمذی)۔

کیا آنسو بہانا جائز ہے؟

فطری اور طبعی طور پر اپنے کسی عزیز ترین آدمی کی موت پر رونا آجاتا ہے اور زارو قطار آدمی کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں کیا، اسلام فطرت کے اس تقاضے کو دبا دیتا ہے؟ نہیں! ہرگز نہیں!! نبی رحمت ﷺ کی تعلیمات میں ہمیں اس کی اجازت ملتی ہے کہ کسی آدمی کی موت پر ہم آنسو بہا سکتے ہیں، نبی رحمت ﷺ نے اپنی امت کے لئے ایسے موقع پر انا للّٰہ و انا الیہ راجعون کہنے اور اللہ کے اس فیصلہ پر راضی رہنے کا حکم دیا اور دل کے غم اور آنکھوں سے نکلنے والے آنسوؤں کا جواز اپنے عمل سے بتایا ہے۔

چنانچہ اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی وفات کے موقع پر وفور محبت و شفقت سے رقت کے باعث رونے لگے اور اپنے غم کا اظہار (نوحہ اور ماتم کے ذریعہ نہیں بلکہ) آنکھوں سے نکلنے والے آنسوؤں کے ذریعہ فرمایا، مگر اس حالت میں بھی آپ صبر کا پہاڑ بنے رہے اور آپ ﷺ کا قلب اطہر اللہ تعالیٰ کے اس فیصلہ سے راضی تھا اور شکر خداوندی سے بھرا ہوا تھا اور زبان اللہ ہی کی تعریف اور اسکے ذکر میں مشغول تھی۔ (زادالمعاد)۔

میت کا بوسہ لینا

غسل دینے کے بعد میت کو وفور محبت یا عقیدت سے بوسہ لینا جائز ہے، نبی رحمت ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا بوسہ لیا اور آنکھوں سے آنسو نکل پڑے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی رحمت کے وصال پر آپ ﷺ کی پیشانی کا بوسہ لیا۔ (زادالمعاد)

نوٹ: یہاں یہ بات ذہن میں رہے کہ نامحرم میت کا بوسہ نہیں لیا جا سکتا

کیا شوہر بیوی کا چہرہ دیکھ سکتا ہے؟

بیوی کے مرنے کے بعد شوہر اس کا چہرہ دیکھ سکتا ہے مگر ہاتھ نہیں لگا سکتا، چونکہ بیوی کے انتقال سے نکاح ختم ہوجاتا ہے یہی وجہ ہے کہ انتقال کے بعد وہ اسکی بہن سے نکاح کرسکتا ہے، اس لئے شوہر کا بیوی کے مرنے کے بعد اسے ہاتھ لگانا اور غسل دینا جائز

نہیں البتہ اس کا چہرہ دیکھ سکتا ہے اور شوہر کے مرنے پر نکاح کے آثار عدت تک باقی رہتے ہیں، اس لئے بیوی کا شوہر کے مرنے کے بعد اس کو ہاتھ لگانا اور غسل دینا صحیح ہے (آپکے مسائل اوران کا حل) یہ جو کہا جاتا ہے کہ حضرت فاطمہؓ کو حضرت علیؓ نے غسل دیا اس سلسلہ میں شافی نے یہ نقل کیا ہے کہ حضرت فاطمہؓ کو حضرت ام ایمنؓ نے غسل دیا ہے، درمختار میں ہے کہ شوہر کا بیوی کے مرنے کے بعد دیکھنا جائز ہے لیکن غسل دینا جائز نہیں۔(فتاوی دارالعلوم، جلد پنجم، ۲۴۶)۔

کیا مسلمان لاش کو غیر مسلم چھو سکتے ہیں؟

یہ مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ مسلمان کی تجہیز وتکفین' نماز جنازہ اور تدفین کا انتظام کریں پھر اگر کوئی کافر چھوئے یا وہ از خود مسلمان میت کے لئے استغفار کرے اور اپنے طور پر نماز جنازہ میں شریک ہو تو اس سے نہ کسی کو کچھ نقصان ہے اور نہ ہی نفع ' اگر طاقت ہو تو اس کو منع کردیں ورنہ خاموش رہیں' (فتاویدارالعلوم جلد پنجم ۲۵۳)

میت کے پاس قرآن شریف کا پڑھنا

جب آدمی کا انتقال ہوجاتا ہے تو جس کمرے میں اسکو رکھا گیا ہے اس کمرے کے بجائے دوسرے کمرے میں قرآن مجید کی تلاوت کی جائے۔ ہاں؟ اگر غسل دیا جاچکا ہو تو غسل کے بعد میت کے پاس قرآن مجید کے پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

تجہیز وتکفین میں تاخیر نہ ہو

انتقال کے بعد مسنون ومستحب تو یہی ہے کہ میت کی تجہیز وتکفین وغیرہ میں تاخیر نہ کیجائے بلکہ جلد از جلد اس مسئلہ کو نمٹادے ایسے موقوں پر عموما میت کے قریبی رشتہ داروں بیوی بچوں کے دور ہونے کی صورتوں میں پہنچنے کا انتظام کیا جائے بعد اس بہانے سے میت کو بہت دیر تک رکھا نہ جائے حالانکہ اسلامی تعلیمات میں

دیر تک انتقال کے بعد تجہیز و تکفین میں تاخیر نہ کی جائے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ تمہارا کوئی آدمی انتقال کر جائے تو اس کو دیر تک گھر میں مت رکھو قبر تک پہنچانے اور دفن کرنے میں جلدی کرو ایک اور روایت میں اس کی تائید کی ہے کہ جب حضرت طلحہ بن براءؓ بیمار ہوگئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں محسوس کر رہا ہوں کہ ان کی موت کا وقت آ گیا ہے ایسا ہو جائے تو مجھکو خبر کی جائے اور ان کی تجہیز و تکفین میں جلدی کی جائے کیونکہ کسی مسلمان کی میت کیلئے مناسب نہیں کہ وہ دیر تک اپنے گھر والوں کے بیچ میں رہے قابل غور مقام ہے کہ نبی رحمت ﷺ جس بات کو نامناسب فرما رہے ہیں ہم اپنی نادانی اور غفلت کی وجہ یا اپنے آباء واجداد کے طریقوں کو زندہ رکھنے کی خاطر اس عمل کو نہ صرف مناسب بلکہ ضروری خیال کرتے ہیں اور جب کوئی میت کے گھر پہنچ کر تجہیز و تکفین میں جلدی کرنے کی ترغیب دیتا ہے تو وہ اپنے اس فیصلہ پر مصر رہتے ہیں کہ فلاں کو اطلاع جا چکی ہے ان کے آنے تک میت گھر سے باہر نہیں نکل سکتی ابھی بیٹی نہیں آئی ہے، ابھی بیٹا نہیں پہنچا ہے فلاں مقام سے نکل چکا ہے، ابھی میت کے باپ نہیں آئے ہیں اس قسم کی باتوں کو بنیاد بنا کر خواہ مخواہ میت کی تجہیز و تکفین میں تاخیر کی جاتی ہے اور ایک نامناسب عمل کو زندہ رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے، نبی رحمت ﷺ کے ارشادات کی کامل اتباع کرنے والے کبھی ایسی جرات نہیں کر سکتے۔

غسل کے وقت کی کوتاہیاں

اس سے پہلے کہ ہم میت کے غسل کا طریقہ، مسائل اور دیگر تفصیلات بیان کریں مناسب یہی سمجھتے ہیں کہ اس وقت جو خامیاں ہوتی ہیں ان کی طرف توجہ دلائیں۔عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ میت کے متعلقین جو انتقال کے وقت سے

روتے چلاتے رہتے ہیں اور وقفہ وقفہ سے ایک ہنگامہ مچا دیتے ہیں اور رشتہ داروں کے آنے پر ان سے لپٹ لپٹ کر بلند آواز سے چیخ کر بیان کرتے ہوئے اور میت کو پکار پکار کر روتے رہتے ہیں اور جب غسل کیلئے احباب میت کو لینے کیلئے اندر آتے ہیں تو اس وقت متعلقین کے رونے چلانے اور بیان کرنے میں جو منظر سامنے آتا ہے وہ انتہائی قابل مذمت ہوتا ہے، جیسے ہی میت کو غسل کیلئے اٹھایا جاتا ہے مرد وعورت شرعی مسائل اور اسلامی حدود کو بھول جاتے ہیں اور پردہ کا نام ونشان وہاں نہیں ہوتا، بعض متعلقین تو غسل کیلئے میت کو لیجانے تک نہیں دیتے ایک ہنگامہ کھڑا کر دیتے ہیں ان خرافات سے بچنا چاہیئے اور پردہ اور حجاب کا لحاظ ایسے موقع پر بھی ہونا چاہیئے۔

ایسے موقع پر اہل علم کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اسلامی احکام ومسائل سے انہیں آگاہ کریں اور اسلامی حدود کی رعایت کرنے کی ترغیب دیں اور اللہ سے ڈرنے کی تلقین کریں بعض جگہ علم واحساس کے باوجود لوگ عورتوں کے رونے چیخنے چلانے وغیرہ کو دیکھتے رہتے ہیں ایسے موقعوں پر اپنی نگاہوں کی حفاظت نہیں کرتے ایسے امور سے انہیں خود بھی رکنا چاہیئے اور دوسروں کو بھی روکنا چاہیئے۔

غسل سے پہلے جن امور کی وضاحت کی ضرورت تھی ان پر مفصل بحث کے بعد اب ہم میت کے غسل سے متعلق بالتفصیل احکام، مسائل، اور طریقہ ذکر کرتے ہیں۔

غسل کا پانی

مردہ کو نیم گرم پانی سے نہلانا بہتر ہے اور جب پانی گرم کیا جائے تو بیری کے پتے ڈال کر کچھ دیر پکایا جائے تو زیادہ بہتر ہے، اس سلسلہ میں صحیح بخاری اور مسلم کی روایت کردہ یہ واقعہ رہنما ثابت ہوگا کہ حضرت ام عطیہ انصاریہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک فوت شدہ صاحبزادی حضرت زینبؓ کو ہم غسل

دے رہے تھے اس وقت حضور ﷺ گھر میں تشریف لائے اور ہم سے فرمایا کہ تم اس کو بیری کے پتوں کے ساتھ جوش دیتے ہوئے پانی سے تین دفعہ یا پانچ دفعہ اور اگر مناسب سمجھو تو اس سے بھی زیادہ دفعہ غسل دو اور آخری دفعہ میں کافور بھی شامل کرلو، پھر جب تم غسل دے چکو تو مجھے خبر کردو۔(حضرت ام عطیہؓ کہتی ہیں کہ) جب ہم غسل دے کر فارغ ہوگئے تو ہم نے آپ کو اطلاع دیدی تو آپ ﷺ نے اپنا تہبند ہماری طرف پھینک دیا اور فرمایا کہ سب سے پہلے یہ اسے پہنا دو۔اس حدیث سے بیری کے پتوں کے ساتھ ابالے ہوئے پانی سے غسل دینے کا ثبوت ملتا ہے اور بہت زیادہ گرم پانی سے غسل نہ دیا جائے بلکہ پانی ہلکا گرم ہونا چاہیے۔ پھر میت کو اس پر اس طرح چت لٹا دیں کہ پیر قبلہ کی طرف رہیں اور منہ بھی کچھ قبلہ رخ ہو جائے۔

غسل میں ان چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے

نہلانے کے لئے پانی کے برتن، لوٹا، غسل کا تختہ، استنجے کے ڈھیلے، بیری کے پتے، لوبان، عطر، روئی گل خیرو یا نہانے کا صابن، کافور، تہبند، دستانے۔

غسل کا طریقہ

حکم یہی ہے کہ میت کو ٹھیک اسی طرح غسل دیا جائے جس طرح کوئی زندہ آدمی پاکیزگی حاصل کرنے کیلئے نہاتا ہے، اس غسل میں پاکی اور صفائی کے علاوہ غسل کے آداب کا بھی پورا لحاظ رکھا جائے ،لکڑی کا وہ تختہ جس پر لاش لٹائی جاتی ہے لمبائی میں مشرق ومغرب کی سمت میں رکھ دیں اور اس کو تین یا پانچ مرتبہ لوبان کی دھونی دیں پھر میت کو اس پر اس طرح چت لٹا دیں کہ پیر قبلہ کی طرف رہیں اور منہ بھی کچھ قبلہ رخ ہو جائے۔ پہلے مردہ کو کسی سخت چیز پر مثلاً تخت یا تختہ یا صاف پختہ زمین پر لٹا دیں، اب میت کے جسم کے کپڑے اتار دیں مگر پاجامہ یا تہبند جو بھی ہو اس احتیاط سے اتاریں کہ میت

کا ستر کھلنے نہ پائے اس کے بعد ناف سے گھٹنوں تک ایک کپڑا ڈال کر پاجامہ یا تہبند کھینچ لیں، غسل شروع کرنے سے پہلے مٹی کے تین عدد ڈھیلے سے میت کی نجاست دور کردیں پھر کپڑے کی تھیلی بائیں ہاتھ میں پہن کر پانی سے استنجا کروادیں، اور پھر تھیلی نکال دیں اور ہاتھ دھوکر داہنے ہاتھ کی کلمہ والی انگلی پر کپڑا یا روئی لپیٹ کر اس کو تر کرلیں پھر میت کے دانتوں اور مسوڑھوں پر تین تین بار ملیں اور کپڑا یا روئی نکال دیں پھر روئی یا کپڑے کی بتی بنا کر اس کو ناک کے دونوں سوراخوں میں پھیریں (منہ اور ناک میں پانی نہ ڈالیں) پھر منہ ناک اور کان میں روئی رکھ کر پانی سے منہ دھلادیں، پھر کہنی سمیت دونوں ہاتھ دھلادیں سر کا مسح کردیں اور ڈاڑھی کو خطمی یا صابن سے اچھا صاف کردیں، وضو کے بعد اس کے سر کو خوب صابن وغیرہ سے مل کر دھونا چاہیے پھر اسکو بائیں کروٹ لٹا کر داہنے پہلو پر تین بار سر سے پیر تک پانی بہادیں پھر داہنی کروٹ لٹا کر بائیں پہلو سے سر سے پیر تک تین مرتبہ پانی ڈالیں پانی ڈالتے وقت ہلکے ہلکے بدن ملنا چاہیے، مگر ستر کی جگہ کو کپڑے کی تھیلی پہنے بغیر ہاتھ نہ لگائیں، پھر اپنے ہاتھوں یا گھٹنوں یا سینہ سے سہارا دیکر میت کو بٹھالیں اور پیٹ آہستہ آہستہ نیچے کی طرف ملیں، اگر کچھ غلاظت نکلے تو دھو ڈالیں غلاظت نکلنے کی وجہ سے دوبارہ وضو یا دوبارہ غسل دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اسکے بعد میت کو بائیں کروٹ لٹا کر کافور ملا ہوا پانی سر سے پیروں تک تین مرتبہ بہادیں اب غسل مکمل ہوگیا اسکے بعد اسی ستر پوشی کو ملحوظ رکھتے ہوئے تہبند بدل ڈالیں سر میں بال ہوں تو ان میں اور ڈاڑھی کو خوشبو لگائیں میت کے دونوں پیر ہتھیلیوں پیشانی اور ناک اور گھٹنوں پر کافور مل دیں اگر کان ناک میں روئی رکھ دیں تو بہتر ہے ناک سے کوئی آلائش نہ نکلے سوکھے کپڑے سے سارا بدن پونچھ دیں۔

غسل کون دے سکتے ہیں؟

ہر ایک واقف شخص میت کو غسل دے سکتا ہے اور بہتر یہ ہے کہ وہ شخص غسل دے جو

کچھ معاوضہ اور اجرت نہ لے (جلد پنجم فتاوی دارالعلوم) عورت کے مرنے کے بعد شوہر اس سے اجنبی ہوجاتا ہے، اور علاقہ ء نکاح منقطع ہوجاتا ہے، اس لئے غسل دینا اور ہاتھ لگانا فقہاء نے ممنوع لکھا ہے، لیکن دیکھنا اور جنازہ کو اٹھانا درست ہے اور قبر میں اتارنا بھی بضرورت درست ہے کیونکہ قبر میں اتارنے میں کفن حائل ہوتا ہے لہذا کفن کے اوپر کو ہاتھ لگانا بضرورت درست ہے جبکہ دوسرا کوئی محرم موجود نہ ہو اور اگر محرم موجود ہو تو وہی قبر میں اتارے، (فتاوی دارالعلوم جلد پنجم)

میت سے جس کا رشتہ زیادہ قریب ہو وہ غسل دے یا پھر کوئی نیک پرہیزگار آدمی جو غسل کے مسائل سے واقف ہو غسل دے، بیوی اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے، دیکھ سکتی ہے اٹھا بٹھا سکتی ہے، ایسے لڑکے اور لڑکیاں جو شہوت کی حد تک نہ پہنچے ہوں ان کو مرد یا عورت کوئی بھی غسل دے سکتے ہیں اگر میت خنثی مشکل ہو تو اسکو غسل نہیں دیا جائیگا نہ مرد نہ عورت بلکہ تیمّم کرایا جائیگا، (فتاوی دارالعلوم)

غسل سے متعلق چند مسائل

اگر کوئی شخص ڈوبنے سے مرجائے تو اس کا غسل بھی ضروری ہے البتہ پانی نکالتے وقت غسل میت کی نیت سے لاش کو پانی میں حرکت دیدی جائے تو میت کا غسل ادا ہوجائیگا لیکن سنت کے مطابق غسل دینا چاہیے جلی کٹی میت کو بھی غسل وکفن دیا جائیگا، اور نماز جنازہ پڑھی جائیگی میت کے اعضاء پر پلاسٹر وغیرہ لگا ہوا ہو تو اسی حالت پر غسل دیا جائیگا نکالنے کی ضرورت نہیں اگر میت کا اکثر بدن یا نصف بدن سر کے ساتھ ملے تو اسکو غسل وکفن دیا جائیگا اور نماز جنازہ بھی پڑھی جائیگی ورنہ اسے ایک کپڑے میں دفن کردیا جائیگا جو مسلمان ظلما مارے جائیں یا شہید ہوں ان کو غسل نہیں دیا جائیگا جسم کے خون آلودہ کپڑوں کے ساتھ کفن دیا جائیگا اگر میت کے کپڑے مسنون کفن سے کم ہوں تو اضافہ کیا جائیگا اور اگر زائد ہوں تو انہیں اتارلیا

جائیگا اگر میت خنثیٰ مشکل ہے تو اسکو غسل نہیں دیا جائیگا نہ مرد نہ عورت بلکہ تیمّم کرایا جائیگا (فتاوی دارالعلوم جلد پنجم) جس شخص کو میت کو غسل دینا نہ آتا ہو اور وہ میت کو غسل دیدے تو اس پر کچھ گناہ شرعا نہیں ہے لیکن جہاں تک ہو سکے میت کا غسل ایسا شخص دے جو سنت طریقہ سے واقف ہو (فتاوی دارالعلوم جلد پنجم)

میت کو غسل دینے والے کو چاہئے کہ وہ خود بھی غسل کرلے یہ مستحب ہے۔

جنابت کی حالت میں مرنے والے کے غسل میں کچھ فرق نہیں ہے جنابت والی میت کو بھی اسی طرح غسل دیا جاتا ہے، (فتاوی دارالعلوم پنجم ۲۴۷)

البتہ جنبی (جنابت والی) میت کو مضمضہ اور استنشاق یعنی ناک میں پانی ڈالا جائیگا اور کلی کرائی جائیگی۔

کسی کو اجرت دیکر بھی میت کو غسل دلایا جاسکتا ہے لیکن اجرت لیکر غسل دینے والا ثواب کا مستحق نہیں ہوتا اگر چہ اجرت لینا جائز ہے

غسل دینے کیلئے گھر کے برتن استعمال کئے جاسکتے ہیں نئے برتن کا منگوانا ضروری نہیں (بہشتی زیور)

میت کے بالوں میں نہ کنگھی کی جائیگی نہ ناخن کاٹے جائیں گیا اور نہ بال، اگر غسل کے دوران کوئی عیب میت میں دیکھیں تو کسی سے نہ بتلائیں، اگر خدا نخواستہ مرنے سے اسکا چہرہ بگڑ گیا یا کالا ہوگیا تو یہ بھی نہ کہیں اور بالکل اس کا چرچا نہ کریں یہ سب ناجائز ہے (بہشتی زیور)

اگر پانی نہ ہونے کے سبب کسی میت کو تیمّم کرایا گیا ہو اور تدفین سے پہلے پانی مل جائے تو اس کو غسل دے دینا چاہئے (بہشتی زیور)

اگر میت کے اوپر پانی برس جائے اور کسی طرح سے پورا بدن بھیگ جائے تو یہ بھیگ جانا غسل کے قائم مقام نہیں ہوسکتا اسے غسل دینا بہرحال فرض ہے (بہشتی زیور)

مردوں کا کفن

مردوں کیلئے تین کپڑے ہونے چاہئیں ، ایک چادر، دوسرے تہبند، تیسرے کرتا، تکفین کی اصطلاح میں چادر کو لفافہ تہبند کو ازار اور کرتے کو قمیص اور کفنی بھی کہتے ہیں چادر کی لمبائی آدمی کے قد سے ایک ہاتھ زیادہ ہو اور چوڑائی اتنی ہو کہ اس کا پورا جسم اس میں لپٹ جائے اسی طرح ازار کی چوڑائی تو چادر کے برابر ہو مگر لمبائی چادر سے ایک بالشت کم ہو اور کرتے کیلئے جو چادر پھاڑی جائے اسکی چوڑائی تو اتنی ہو جتنی چادر اور ازار کی ہو، لیکن اسکی لمبائی گردن سے سرین تک ہو اس چادر کو بیچ سے اتنا پھاڑیں کہ اس میں سے سر چلا جائے اسی کا نام کرتا ہے، اسطرح غسل کیلئے درکار تہبند اور دستانہ دونوں کے ساتھ مردوں کے کفن کیلئے زیادہ سے زیادہ بارہ گز کپڑا کافی ہے بچوں کے کفن کیلئے بھی بڑوں کی طرح کا حکم ہے البتہ ان کیلئے کپڑا کم خرچ ہوگا ان کے حسب حال کمی کر لی جائے۔

عورتوں کا کفن

عورتوں کے کفن کیلئے مردوں کیلئے جن تین کپڑوں کا ذکر کیا گیا ان تین کپڑوں کی ضرورت پڑتی ہے ان کے علاوہ عورتوں کیلئے اور دو کپڑے ہونے چاہئیں، ایک سر بند اور دوسرے سینہ بند، سر بند ایک گز سے کم چوڑا اور ایک گز سے کچھ زیادہ لمبا ہونا چاہیے عورت کے کفن میں پردہ کیلئے ایک چادر بھی ہونی چاہیئے اگر چہ اس کا نیا ہونا ضروری نہیں، عورتوں کے کفن کیلئے بشمول تہبند اور دستانے کے ۱۸، ۱۹ گز کپڑا کافی ہوگا اور اگر پردہ کی چادر بھی اس میں شامل کر لی جائے تو ۲۱ تا ۲۲ گز کپڑا درکار ہے۔

مرد کو کفنانے کا مکمل طریقہ

جب میت کو غسل دیدیں تو چار پائی بچھا کر کفن کو تین دفعہ یا پانچ دفعہ یا سات

دفعہ لوبان وغیرہ کی دھونی دیں پھر کفن کو چارپائی پر بچھا کر میت کواس پر لٹادیں اور ناک کان اور منہ سے وہ روئی جو غسل کے وقت رکھی گئی تھی نکال دیں یہاں تک طریقہ مرد وعورت دونوں کیلئے یکساں ہے ۔

مرد کو کفنانے کا طریقہ یہ ہے کہ چارپائی پر پہلے لفافہ بچھا کر اس پر ازار بچھادیں، پھر کرتہ (قمیص) کا نچلا حصہ بچھادیں اوراوپر کا باقی حصہ سمیٹ کر سرہانے کی طرف رکھ دیں ، پھر میت کو غسل کے تختہ سے آہستگی سے اٹھا کر اس بچھے ہوئے کفن پر لٹادیں اور قمیص کا جونصف حصہ سرہانے کیطرف رکھا تھا اسکو سر کی طرف اس طرح الٹ دیں کہ قمیص کا سوراخ (گریبان) گلے تک آجائے اور پیروں کی طرف بڑھادیں جب اسطرح قمیص پہنادیں تو غسل کے بعد جو تہبند میت کے بدن پر ڈالا گیا تھا وہ نکال دیں اوراسکے سراور داڑھی پر عطر وغیرہ کوئی خوشبو لگادیں۔

کفن کے اہم مسائل

(۱) کفن کے اوپراور مردہ کی پیشانی اور سجدہ کی جگہوں پر کافور وغیرہ ملنا بہتر ہے

(۲) اگر مردہ کو غسل دینے کیلئے گھر کا کوئی صاف برتن یا کپڑا استعمال کیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے (۳) کفن کا کپڑا بہت زیادہ قیمتی نہیں ہونا چاہیے

(۴) اگر کوئی بچہ پیدا ہوکر دو چار سانس لیا بھر فوت ہوگیا تو اس پر عام میت کا حکم جاری ہوگا یعنی غسل وکفن اور نماز جنازہ ادا کی جائے گی

(۵) سفید کپڑے کا کفن دینا مستحب ہے چنانچہ حضرت عباسؓ سے روایت ہیکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنا لباس سفید کپڑوں کا بناؤ یہ تمہارے لباسوں میں بہتر ہے اوراسی میں اپنے مردوں کو کفنا دو مرد کیلئے ریشمی زرد اور سرخ کپڑے کا کفن مکروہ ہے۔

(۶) کفن کیلئے نیا کپڑا خریدنا بھی ضروری نہیں ہے دھلے ہوئے کپڑوں میں بھی کفن دینا صحیح ہے (۷) کفن میں سلے ہوئے کپڑے استعمال کرنا خلاف سنت ہے۔

(۸) اپنی زندگی ہی میں کفن خرید کر رکھنا درست ہے۔

(۹) کفن پر قرآنی آیتیں یا کوئی مقدس نام وغیرہ لکھنا درست نہیں۔

(۱۰) مرنے والا جس قسم کے کپڑے زندگی میں جمعہ اور عیدین کیلئے پہنا کرتا تھا اور عورت اپنے میکے جانے کیلئے جیسے کپڑے پہنا کرتی تھی اس معیار کے کپڑے کفن میں استعمال کرنے چاہئیں مگر حکم یہ ہے کہ میت کو سفید رنگ کے کپڑے میں کفن دیا جائے۔

(۱۱) آب زمزم سے دھلے ہوئے کپڑوں میں کفن دینا جائز ہے ہاں سلف صالحین سے اسکا ثبوت نہیں ہے برکت حاصل کرنے کی غرض سے لوگوں میں اس کا رواج ہو گیا ہے۔

(۱۲) بعض لوگوں کا خیال یہ ہے کہ مردے کے کفن میں عہد نامہ رکھنے سے مردے کی بخشش ہو جاتی ہے۔

جنازہ کس طرح لیجائیں

جب غسل وکفن سے فارغ ہو جائیں تو میت کو کسی ڈولے پر رکھ کر اسکے چاروں کونے چار مرد اپنے کندھوں پر اٹھالیں اور پھر باری باری سے جتنے لوگ جنازے کے ساتھ شریک ہیں کندھا دیتے رہیں کم ازکم دس قدم ایک ایک طرف کندھا دیں تا کہ چاروں طرف کندھا دینے پر کم ازکم چالیس قدم مکمل ہوں حدیث میں ہے کہ ان چالیس قدموں کے عوض اللہ تعالی اس اٹھانے والے کے چالیس کبیرہ گناہ معاف کر دیتے ہیں جنازہ اٹھانے کی ترتیب یہ ہیکہ پہلے میت کا سیدھا کندھا اپنے سیدھے کندھے پر رکھیں چند قدم چلکر پھر میت کے سیدھے پیر والا حصہ اپنے سیدھے کندھے پر لیں پھر چند قدم چلکر میت کے بائیں کندھے والے حصہ کی طرف آئیں اور میت کے بائیں کندھے والے حصہ کو اپنے بائیں کندھے پر لیں پھر میت کا بایاں پیر والا حصہ اپنے بائیں

کندھے پر لیں اس طرح چاروں کونوں کو اٹھانے پر پوری میت اٹھانے کا ثواب مل جا تا ہے جنازہ کو وقار کے ساتھ لیجانا چاہے مگر ذرا تیز تیز قدم قدم سے لے جائیں جنازہ میں شریک لوگوں کے دلوں میں اللہ کا خوف چھایا ہوا ہو اور چہرہ پر غم کے آثار ہوں ایسے موقعوں پر ہنسی مذاق اور دنیاوی بات چیت فضول گوئی وغیرہ سے پوری طرح پرہیز کریں اور راستہ میں آہستہ سے اللہ کا ذکر کرتے رہیں راستہ بھر یہی فکر غالب رہے کہ میت پر کیا گزر رہی ہوگی اب اس کو دفن کر دیا جائے گا اس سے سوالات ہوں گے ایک دن میں بھی اسی طرح چاروں کے کندھوں پر سوار ہو کر قبرستان کی طرف لیجایا جاوں گا مجھے بھی اسی طرح دفن کر دیا جائے گا مجھ سے بھی اسی قسم کے سوالات ہوں گے وغیرہ جنازے کے سہراہ پیدل چلنا اور پیچھے چلنا مستحب ہے ضرورت سوار بھی ہو سکتے ہیں جلوس جنازے میں عورتوں کا شریک ہونا منع ہے نماز جنازہ کا طریقہ علماء امت کا فیصلہ ہے کہ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے اگر کوئی شخص اس سے انکار کرے تو کافر ہو جائے گا اگر ایک مسلمان نے بھی نماز جنازہ پڑھ لی تو سب مسلمان اس فرض سے بری ہو جائیں گے۔

جب نماز جنازہ پڑھنا ہو تو میت کو آگے رکھیں اور امام سینے کے بالمقابل قبلہ رخ کھڑا ہو جائے اور لوگ امام کے پیچھے کم از کم تین صفیں قریب قریب بنالیں اور نیت کرلیں کہ میں نماز جنازہ پڑھتا ہوں اللہ کیلئے اور اس میت کی دعاء کیلئے اسکے بعد اللہ اکبر کہہ کر دونوں ہاتھ عام نمازوں کی طرح باندھ لیں اور ثنا پڑھیں دل میں نیت کرلینا بھی کافی ہے ثناء اس طرح پڑھیں سبحانک اللھم وبحمدك و تبارك اسمک و تعالی جدك و جل ثناءك ولااله غیرك پھر دوسری تکبیر ہاتھ اٹھائے بغیر کہیں اور درود شریف پڑھیں تیسری تکبیر بھی اسی طرح کہیں ان تکبیرات کے وقت آسمان کے طرف گردن اٹھانا منع ہے تیسری تکبیر میں دعاء پڑھیں اللھم اغفر لحینا و میتنا و شاھدنا و غائبنا و صغیرنا و کبیرنا و ذکرنا و انثانا اللھم من احییته منا فاحیه علی الاسلام ومن توفیته منا فتوفه علی الایمان

اگر نابالغ لڑکے کی میت ہوتو یہ دعاء پڑھیں۔

الھم اجعلہ لنا فرطا وجعلہ لنا اجر وذخرو وجعلہ لنا شافع ومشفعا۔

اور اگر نابالغ لڑکی کی میت ہوتو یہ دعاء پڑھیں الھم اجعلھالنافرطا واجعلھالنا اجرا وذخرا وجعلھالنا شافعۃ ومشفعۃ۔

اگر یہ دعائیں یاد نہ ہوتو تیسری تکبیر کے بعد صرف ربنآ اتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاخرۃ حسنۃ و قنا عذاب النار اتنا پڑھ لیں' پھر چوتھی تکبیر کہکر عام نمازوں کی طرح دونوں جانب سلام پھیر دیں سلام پھیرتے ہی فوراً جنازہ اٹھا کر قبرستان لے چلیں' اگر ایک سے زائد جنازے ہوں تو سب جنازوں کیلئے ایک ہی نماز پڑھنا بھی درست ہے ایسی صورت میں جنازے لمبائی میں ایک دوسرے کے سامنے رکھے جائیں' اسطرح کے سارے جنازے امام کے روبرو ہوں بہتر تو یہی ہے کہ ہر ایک جنازے پر علیحدہ علیحدہ نماز پڑھی جائے۔

نماز جنازہ کی امامت کون کریگا؟

جنازے کی نماز کی امامت کا اولین حقدار بادشاہ وقت ہے' اگر بادشاہ موجود نہ ہو تو پھر شہر کا حاکم' اور اگر وہ بھی نہ ہو تو محلّہ کی مسجد کا امام' اس کے بعد میت کا ولی یعنی وہ شخص جسکا میت سے سب سے زیادہ قریبی رشتہ ہو' مثلاً بیٹا' پوتا' باپ دادا' بھائی' بھتیجہ وغیرہ' پھر میت کا ولی جسکو اختیار دے وہ زیادہ مستحق ہے، میت کے ولی کی اجازت کے بغیر کسی نے نماز جنازہ پڑھائی تو میت کے ولی کو دوبارہ نماز جنازہ پڑھنے کا حق ہے'

نماز جنازہ صحیح ہونے کی سات شرطیں

(۱) میت مسلمان ہو اور نماز پڑھنے والا بھی مسلمان ہو اگر صرف کافر یا مرتد نماز جنازہ پڑھ لیں تو نماز درست نہیں ہوگی۔

(۲) نمازیوں کا باوضو ہونا صرف امام پاک ہے اور میت بھی پاک ہے تو نماز درست

ہے' یعنی فرض کفایہ ادا ہوجائے گا' جو مقتدی بغیر وضو کے نماز جنازہ پڑھے اسکی نماز نہ ہوگی' (۳) میت اور نمازیوں کے لباس کا پاک ہونا (۴) میت اور نمازیوں کی جگہ کا پاک ہونا اگر میت چارپائی یا تخت یا ڈولے پر ہے تو جس زمین پر وہ ڈولہ رکھا گیا ہے اس کا پاک ہونا ضروری نہیں (۵) میت اور نمازی کا ستر عورت (۶) میت کا نمازیوں کے سامنے زمین پر یا اس چیز پر رکھنا جو شرعاً زمین کے حکم میں ہے یعنی ڈولہ چارپائی وغیرہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جنازہ اگر گھوڑے پر یا کسی سواری پر رکھا گیا ہو تو یہ درست نہیں ہے (۷) امام کا عاقل اور بالغ ہونا (۸) نمازیوں کا قبلہ رو کھڑا ہونا (۹) نمازی کا نماز جنازہ کی نیت کرنا اور میت کیلئے دعاء کی نیت کرنا۔

نماز جنازہ کے ارکان اور سنتیں

نماز جنازہ کے دو رکن ہیں (۱) چار تکبیریں کہنا (۲) قیام یعنی نماز میں کھڑے رہنا
نماز جنازہ کی تین سنتیں ہیں (۱) تکبیر اولی کے بعد ثناء پڑھنا (۲) دوسری تکبیر کے بعد درود پڑھنا (درود ابراہیم) (۳) تیسری تکبیر کے بعد مغفرت کی دعاء پڑھنا

دیر سے آنے والا نماز جنازہ کس طرح پوری کرے۔

اگر کوئی شخص نماز جنازہ کیلئے اس وقت آیا جبکہ بعض تکبیریں ہوچکی تھیں تو اس وقت تک نماز میں شامل نہ ہو جب تک کہ امام تکبیر نہ کہے جب امام تکبیر کہے تو یہ شخص امام کے ساتھ تکبیر کہہ کر شامل ہوجائے اور جو شخص پہلی تکبیر کے وقت موجود ہو اور اس کو کچھ دیر ہوگئی اور امام کے ساتھ تکبیر نہ کہہ سکا تو وہ دیر نہ کرے بلکہ تکبیر کہہ کر امام کے ساتھ مل جائے اور جو شخص چاروں تکبیروں کے بعد آیا وہ بھی دیر نہ کرے جلد تکبیر کہہ کر شامل ہوجائے پھر جب امام سلام پھیر چکے تو وہ شخص تنہا بغیر دعا اور بغیر درود کے ایک ساتھ تین تکبیر کہہ کر سلام پھیر دے اور اگر چاروں تکبیریں پوری ہونے سے قبل اس کے سامنے سے میت کو اٹھالیا گیا تو اس کی نماز باطل ہوجائیگی۔

نماز جنازہ سے متعلق اہم اور ضروری مسائل

(۱) جب میت کو بغیر غسل اور بغیر نماز جنازہ کے دفن کر دیا گیا ہو تو ایسی صورت میں تین دن تک یا اس وقت تک کہ ابھی میت گلی اور پھٹی نہیں ہے نماز جنازہ ادا کرنا درست ہے (۲) جو شخص خودکشی کرے اسکی نماز جنازہ کے بارے میں اختلاف ہے اور فتوی نماز جنازہ کے پڑھنے پر ہے (فتاوی دارالعلوم جلد پنجم) خودکشی چونکہ بہت بڑا جرم ہے اس لئے فقہا نے لکھا ہے کہ مقتدا اور ممتاز افراد اس کی نماز جنازہ نہ پڑھیں تاکہ لوگوں کو اس فعل سے نفرت ہو (۳) جنازہ کی نماز دوبارہ پڑھنا درست نہیں ہے اگر پہلے ولی نے نماز نہیں پڑھی اور نہ اسکی اجازت سے نماز پڑھی گئی بلکہ ایسے لوگوں نے نماز پڑھی کہ جن کو حق تقدم یعنی بادشاہ (قاضی امام وغیرہ) نہیں تھا تو ولی دوبارہ نماز پڑھ سکتا ہے اور اگر ولی اول نماز پڑھ لے تو پھر دوسروں کو اجازت نہیں ہے کہ دوبارہ نماز پڑھیں (۴) ایک شخص نے وصیت کی کہ میرے جنازہ کی نماز فلاں شخص پڑھاوے کسی وجہ سے وہ شخص اگر نماز نہ پڑھا سکا کسی دوسرے شخص نے پڑھا دیا تو نماز درست ہو گئی اور فرض ادا ہو گیا (۵) اگر قادیانی مر جائے تو نہ اسکی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور نہ ہی مسلمانوں کے قبرستان میں اس کو دفن کیا جائے گا (۶) جوتوں کے پاک ہونے کا احتمال کم ہوتا ہے اس لئے جوتے پہن کر یا جوتہ پر پیر رکھ کر نماز جنازہ نہ پڑھیں (۷) ولدالزنا کی پیدائش پر کان میں اذان دی جا سکتی ہے اور اس کے مرنے پر نماز جنازہ پڑھنا بھی فرض ہے حدیث میں ہر نیک و بد کی نماز جنازہ کے پڑھنے کا حکم ہے (۸) جس شخص کو لوگوں نے زندگی میں کبھی نماز پڑھتے نہ دیکھا ہو وہ اگر مر جائے تو اسکی نماز جنازہ بھی پڑھنا چاہیئے (۹) نماز جنازہ مردوں کو پڑھنا چاہیئے ،عورتوں کو نہیں، ہاں اگر جماعت کے پیچھے کھڑی ہو جائیں تو ان کی نماز بھی ہو جائے گی (۱۰) اگر ہندو اور مسلمان آگ میں جل کر مر جائیں اور کسی طرح بھی ان کی شناخت ممکن نہ ہو تو مسلمان کی نیت سے نماز پڑھی جاوے۔

نماز جنازہ کے متعلق کوتاہیاں

(۱) بعض لوگ نماز جنازہ کے بعد بیٹھ جاتے ہیں اور سورہ فاتحہ اور درود شریف وغیرہ پڑھتے ہیں اس کا ثبوت احادیث شریفہ سے ثابت نہیں نماز جنازہ کے ہوتے ہے فورا جنازہ اٹھا کر لیجانا چاہیے (۲) بعض علاقوں میں جنازہ کی نماز کی صفیں بھی فرض نماز کے لئے بنائی جانے والی صفوں کی طرح بنائی جاتی ہے اور یہ مشہور کر دیا گیا ہے کہ دو صفوں کے درمیان ایک سجدہ کی جگہ چھوڑی جائے اس خیال وہم کی شریعت میں کوئی اہمیت نہیں ہے (۳) بعض لوگ نماز جنازہ ہونے کے بعد دوبارہ میت کو گھر لاتے ہیں اور وہاں پہنچ کر ہاتھ اٹھا کر دعاء مانگی جاتی ہے یہ بدعت ہے سنت سے اس کا کوئی تعلق نہیں (۴) بعض علاقوں میں یہ بات مشہور ہے کہ جس شخص نے زندگی میں بالکل نماز نہ پڑھی ہو اسکی میت کو چالیس قدم تک گھسیٹ کے نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے یہ بات بالکل غلط ہے ایسی میت کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور اس کے لئے استغفار کیا جائیگا (۵) بعض لوگوں کا یہ خیال غلط ہے کہ اگر جنازہ ہلکا ہے تو نیکو کار ہے اور وزنی ہے تو بدکار، اس قسم کی بدگمانی جائز نہیں ہے (۶) بعض علاقوں میں جنازہ لیجاتے ہوئے بلند آواز سے سوم کلمہ پڑھتے ہیں یہ بدعت ہے، جنازے کے ساتھ چلنے والوں کو خاموش رہنا لازم ہے اور بلند آواز سے ذکر کرنا اور قرآن مجید کی تلاوت کرنا مکروہ ہے۔

عیدگاہ اور مسجد میں نماز جنازہ

احناف کے نزدیک مسجد میں نماز جنازہ کی تین صورتیں ہیں اور تینوں مکروہ ہیں ایک یہ کہ جنازہ مسجد میں ہو اور امام ومقتدی بھی مسجد میں ہوں دوسرا یہ کہ جنازہ باہر ہو اور امام ومقتدی مسجد میں ہوں تیسری صورت یہ کہ جنازہ امام اور کچھ مقتدی مسجد سے باہر ہوں اور کچھ مقتدی مسجد کے اندر ہوں، یہ تینوں صورتیں مکروہ ہیں، اور اس بارہ

میں اختلاف ہے کہ مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی، اگر کسی عذر صحیح کی وجہ سے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی گئی تو جائز ہے، اور عید گاہ میں جنازہ کی نماز جائز ہے، لیکن احتیاط اسی میں ہے کہ عیدگاہ میں نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔ (فتاوی دارالعلوم پنجم)

عیداور جمعہ کے دن نماز جنازہ کب پڑھیں؟

جمعہ کی فرض نماز کے بعد سنتوں سے پہلے بھی نماز جنازة درست ہے اور سنتوں کے بعد نماز جنازہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (فتاوی دارالعلوم)

اگر نماز جنازہ اور عیدین کی نماز ایک جگہ جمع ہو جائیں تو عید کی نماز کے بعد اور خطبہ سے پہلے نماز جنازہ ادا کی جائیگی، میت کو محض اس لئے روکے رکھنا کہ جمعہ کی نماز میں زیادہ ثواب ہے مکروہ ہے افضل اور مستحسن یہ ہے کہ دفن میں جلدی کی جائے۔

منکرات کی وجہ سے نماز جنازہ میں شرکت

اگر کسی کی تجہیز وتکفین اور نماز جنازہ میں منکرات اور رسومات کئے جائیں تو ایسے موقع پر جنازہ میں شرکت کی جائے اور ان منکرات سے لوگوں کو حکمت و مصلحت کے ساتھ منع کیا جائے تا کہ اس کی شرکت منکرات و بیجا رسومات کے دور ہونے کا ذریعہ بن جائے ۔

غائبانہ نماز جنازہ

غائبانہ نماز جنازہ امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک جائز نہیں البتہ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک جائز ہے، حرمین شریفین اور جہاں کہیں بھی غائبانہ نماز جنازہ ہوتی ہے وہ امام احمدؒ و شافعیؒ کے مقلد ہیں اس لئے اپنے مسلک کے مطابق ان کا غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا صحیح ہے۔

نماز جنازہ میں ہاتھ کس وقت چھوڑیں

عموما دیکھا گیا ہے کہ نماز جنازہ کی چوتھی تکبیر سے پہلے ہی بعض لوگ ہاتھ چھوڑ دیتے ہیں اور بعض لوگ چوتھی تکبیر کے بعد ہاتھ چھوڑتے ہیں اس سلسلہ میں تین قول ہیں ایک یہ کہ چوتھی تکبیر پر دونوں ہاتھ چھوڑ دے یعنی سلام سے پہلے، دوسرا قول یہ ہے کہ دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد ہاتھ چھوڑے، تیسرا قول یہ ہے کہ داہنی طرف سلام پھیر کر دایاں ہاتھ چھوڑ دے اور بائیں طرف سلام پھیر کر بایاں ہاتھ چھوڑ دے۔ (فتاوی محمودیہ ج ۲ بحوالہ فتاوی سعیدیہ)۔

کیا مسلمان ہندو کے جنازے کے ساتھ جا سکتا ہے؟

مسلمان اپنے قریبی کافر رشتہ دار کو ضرورت کے وقت کفن دفن کر سکتا ہے اور شریک جنازہ ہوسکتا ہے لیکن بلا ضرورت اس میں شریک ہونا اچھا نہیں ہے، جب قریبی رشتہ دار کے بارے میں یہ حکم ہو تو عام کافر کے جنازہ میں شرکت کرنا ظاہر ہے کہ بلا ضرورت اچھا نہیں ہے، اور ان کے مذہبی رسوم وغیرہ میں شرکت کرنا تو حرام ہے اور اگر کوئی ہندو کسی مسلمان کے جنازہ کے ساتھ ملاقات وغیرہ کی وجہ سے جائے تو اس کو روکا نہ جائے ایسا کرنا اخلاق کے خلاف ہے۔

نماز جنازہ کے وقت مسجد کے باہر چند لوگ کیوں؟

ہم نے بہت سے علاقوں میں لوگوں کی یہ غفلت دیکھی ہے کہ جب جنازہ مسجد میں آتا ہے تو چند پابند مصلی تو جنازہ کے ساتھ مسجد میں داخل ہوتے ہیں اور بدنصیبوں کا ایک مجمع جنازہ کے ساتھ مسجد کے دروازہ تک تو آتا ہے مگر اندر آنا ان کی قسمت میں نہیں ہوتا، وہ مجمع مسجد کے باہر تماشا دیکھتے رہتا ہے کہ کب جماعت کھڑی ہوگی کب نماز جنازہ ہوگی اور یہ مسجد کے دروازہ پر کھڑا مجمع غیر مسلموں کا نہیں بلکہ اس میں اکثر

وبیشتر مسلمان ہی ہوتے ہیں یہ لوگ باوجود مسلمان ہونے کے اور باوجود نماز پنجگانہ اور نماز جنازہ فرض ہونے کے مسجد کے اندر اس لئے نہیں آتے کہ انہیں طہارت نہیں ہے، انہوں نے ابھی غسل نہیں کیا ہے، میں تو یہی کہتا ہوں کہ جنازہ کے غسل کے ساتھ ساتھ اگر ان کو بھی غسل دیدیا جاتا تو بہتر ہوتا تاکہ یہ لوگ بھی نماز پڑھ لیتے، ہم نے بہت سے ایسے فرزندوں کا دیکھا ہے کہ انکے باپ کا جنازہ مسجد میں ہے اور وہ مسجد کے باہر کھڑے ہوئے ہیں کتنی بدنصیب ہے وہ اولاد جو اپنے باپ یا اپنی ماں کی نماز جنازہ پڑھنے سے بھی غافل ہے شہروں میں ایسے مناظر کم ملتے ہیں لیکن دیہاتوں میں اس کا رواج بہت زیادہ ہے اللہ تعالیٰ اس لاپرواہی کو دور فرمادے۔

قبر کیسی ہو؟

قبر دو طرح کی ہوتی ہے (۱) بغلی قبر (۲) صندوق نما قبر اگرچہ کہ بغلی قبر مسنون ہے مگر آج کل صندوقی قبر کا رواج زیادہ ہے، اور بعض علاقوں میں زمین نرم ہونے کی وجہ سے بغلی قبر بنانا دشوار ہوتا ہے۔

(۱) صندوقی قبر: میت کی لمبائی سے کچھ زیادہ لمبی اور اتنا چوڑا گڑھا کھدوایئے کہ اس کی لمبائی میں دونوں طرف اینٹ کی چھوٹی دیواریں چن دی جائیں تو بھی اس میں میت کے لئے کشادہ جگہ رہ جائے، اس گڑھے کی گہرائی درمیانی قد کے سینہ برابر یا پورے قد کے برابر ہو قبر کی لمبائی میں دائیں بائیں پکی اینٹ کی دیواریں سطح زمین سے ایک ہاتھ کم چنوادیں یا لکڑی کے تختے یا لکڑی کھڑی کر دی جائے تاکہ میت کو قبر میں لٹانے کے بعد ان دیواروں پر لکڑیاں یا تختے بچھا کر چھت پاٹ دی جائے، پھر چھت پر مٹی ڈال کر قبر بند کر دی جائے قبر کی اونچائی سطح زمین سے ایک بالشت اونچی رہے، (۲) بغلی قبر نرم زمین میں تیار نہیں ہوسکتی اسکے لئے سخت زمین کی ضرورت پڑتی ہے، اس قسم کی قبر کی ترکیب یہ ہے کہ میت کے قد سے کچھ زائد اور اس کے سینہ یا قد سے برابر گہرا گڑھا کھدوا کر اس

میں نچلی سطح پر قبلہ کی دیوار میں سطح زمین سے کچھ اوپر میت کی لمبائی کے برابر ایک اور خول تیار کیا جائے اسی خول میں میت کو لٹا کر لکڑیوں یا کچی اینٹوں سے یا پتھر کی فرشی سے خول کو بند کر دیں، اور باقی گڑھے میں مٹی بھر کر قبر بھروادیں۔قبر کو سطح زمین سے ایک بالشت سے بہت زیادہ بلند کرنا مکروہ ہے۔

دفن کرنے کا طریقہ

جس طرح نماز جنازہ فرض کفایہ ہے اسی طرح میت کو دفن کرنا بھی فرض کفایہ ہے اگر محلّہ کے چندافراد نے میت کی تدفین کی تو سارے مسلمانوں سے یہ فرض کفایہ ادا ہوجائے گا۔جب قبرستان پہنچیں تو میت کا ڈولہ قبر کے پاس قبلہ کی جانب رکھدیں اور میت کو جتنے لوگ آسانی سے قبر میں اتار سکتے ہوں اتاریں اس کی کوئی تعداد مقرر نہیں ہے۔ ہاں! جو بھی میت کو اتارنے کے ذمہ دار ہوں وہ مضبوط اور طاقتور ہوں حضورﷺ کو آپ کی قبر میں چار صحابہ نے اتارا تھا، میت کو قبر میں رکھنے کے لئے قبر کے سرہانے پائنتی اور درمیان میں ایک ایک آدمی کھڑے ہوں یا سرہانے اور پائنتی دو آدمی کھڑے ہوں پھر قبر کے اوپر والے حضرات نہایت تحمل اور سکون سے میت کو اٹھا کر قبر کے اندر کھڑے ہوئے حضرات کے حوالے کردیں جب قبر میں میت کو لٹایا جائے تو بسم اللہ و علی ملۃ رسول اللہ ﷺ کہیں، جب میت کو قبر میں چت لٹادیں تو کفن کی گرہیں کھول دیں، اگر کوئی چہرہ دیکھنا چاہے تو چہرہ دکھادیں لیکن یہ اس وقت ہے جب کہ میت مرد ہو، میت اگر عورت ہو تو نامحرم حضرات کو وہاں سے ہٹادینا چاہیے، اس کے بعد کفن سے چہرہ ڈھانک دیں، اب مٹی کے نرم ڈھیلوں سے یا مٹی کا پشتہ سر اور پیٹھ کے نیچے لگا کر میت کو داہنے پہلو پر کردیں تاکہ پوری لاش قبلہ رخ ہوجائے صرف چہرہ کا قبلہ رخ کردینا کافی نہیں ہے، اب جو لوگ قبر میں اترے تھے وہ اوپر آجائیں اور قبر کے حوضہ یا بغلی قبر ہونے کی صورت میں بغل کے دہانے کو لکڑی کے تختوں یا کچے پتھر کی سلوں سے بند کردیں اور پتھروں کے درمیان جو سوراخ رہ جائیں ان کو گیلی مٹی سے بند کردیں تاکہ اوپر ڈالی جانے والی

مٹی لاش پر نہ گرے، اب جتنے حاضرین ہیں تین مرتبہ مٹھیاں بھر بھر کر اس قبر کی چھت پر مٹی ڈالیں پہلی بار مٹی ڈالتے وقت منھا خلقنا کم دوسری بار مٹی ڈالتے وقت وفیھا نعیدکم اور تیسری بار مٹی ڈالتے وقت و منھا نخرجکم تارۃ اخری کہیں۔ جب سب لوگ اس مسنون عمل سے فارغ ہو جائیں تو قبر کے سرہانے کی طرف سے قبر بھرنا شروع کر دیں اور ایک بالشت قبر کو اونچا کر کے اونٹ کی کوہان کی شکل بنا دیں پھر قبلہ کی سمت پر سرہانے سے پائنتی تک تین مرتبہ پانی چھڑک دیں۔ عورت کو محرم حضرات ہی قبر میں اتاریں مثلا باپ بیٹا یا بھائی اگر میت کے کوئی محرم حضرات نہ ہوں تو اس کے قریبی عزیز و اقارب اتاریں، قریبی رشتہ دار کے ہوتے ہوئے دور کے رشتہ دار نہ اتاریں، ہاں: اگر ضرورت ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے، اگر عورت میت کے کوئی رشتہ دار ہی نہ ہوں تو نیک دیندار صالح اور بوڑھے لوگوں کو یہ ذمہ داری دی جائے گی۔ عورت کی قبر پر سر کی طرف سے تختے یا پتھر کے سل رکھنا مستحب ہے اور مرد کی قبر پر پاؤں کی طرف سے تختے یا پتھر کے سل رکھنا مستحب ہے دفن کے بعد مستحب ہے کہ کچھ دیر قبر کے قریب بیٹھے رہیں اور قرآن مجید یا درود شریف پڑھتے رہیں اور دعاء مغفرت کرتے رہیں خصوصا یہ دعاء کرتے رہیں کہ میت سوال و جواب میں ثابت قدم رہے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ قبروں کے سرہانے سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیتیں اور پیروں کی طرف سورۂ بقرہ کی اخیر کی آیتیں پڑھنا مستحب ہے۔ معلوم یہ ہوا کہ یہ عمل مستحب و مسنون ہے اگر اس عمل کو کسی وجہ سے چھوڑ دیا گیا تو گناہ بھی نہیں ہے۔

دفن کے مسائل

(۱) مٹی ڈالنے کے بعد میت کو قبر سے نکالا نہیں جائے گا ہاں! حقوق العباد کی وجہ سے نکالا جا سکتا ہے مثلا جس زمین پر دفن کیا گیا ہے وہ کسی سے چھینی ہوئی ہے یا ناجائز قبضہ کی ہوئی ہے، یا اس زمین کے مالک کی اجازت کے بغیر دفن کیا گیا ہے وغیرہ وغیرہ (فتاوی دار العلوم جلد پنجم)

(۲) قبر پر تختوں کے بجائے ضرورتاً پتھر استعمال کرنا جائز ہے (۳) ایک قبر کھودی گئی اور اس میں سے مردہ کی ہڈی نکلی تو ان ہڈیوں کو ایک طرف رکھ کر نئی میت کو اس میں دفن کرنا درست ہے۔(۴) اگر حاملہ عورت مر جائے تو دیکھا جائے گا کہ اگر بچہ پورا ہے اور پیٹ میں زندہ ہے اور حرکت بھی ہے تو پیٹ چاک کر کے زندہ بچہ کو نکال لیا جائے گا اور اگر بچہ میں ابھی جان ہی نہیں پڑی ہے یا کسی ذریعہ سے معلوم ہو گیا کہ وہ زندہ نہیں ہے تو حاملہ کے ساتھ بچہ کو بھی دفن کر دیا جائے گا۔

(۵) لحد کے بارے میں یہی حکم ہے کہ وسیع اور فراخ ہو جس میں مردہ اچھی طرح لٹا دیا جائے۔

(۶) مسجد کی زمین میں دفن کرنا جائز نہیں ہے لیکن اگر دفن کر دیا گیا ہے تو نکالا نہیں جائے گا۔(۷) اگر مسجد کے قریب کوئی خاص جگہ مردوں کے دفن کے لئے بنا دی گئی ہے تو وہاں دفن کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(۸) مردہ کو قبر میں رکھ کر مٹی دینے کے بعد ہاتھ دھونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔(۹) مردے کو قبر میں خوشبو لگانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔(۱۰) قبر میں کھجور کی ٹہنی رکھنا درست نہیں ہے اور ثابت بھی نہیں ہے۔(۱۱) تدفین کے بعد قبر پر کسی درخت کی شاخ عذاب کی تخفیف کے لئے گاڑی جاتی ہے اس سلسلہ میں علماء احناف اور محققین کا یہ حکم ہے کہ اس عمل کو حضور ﷺ کے ساتھ مخصوص سمجھا جائے اور عذاب کی تخفیف یہ آپ ﷺ کے ہاتھ کی برکت ہے، لہٰذا احتیاط اس میں ہے کہ اس عمل کو ترک کیا جائے۔(۱۲) جس شہر میں انتقال ہوا ہو میت کو وہیں دفن کرنا چاہیے دفن کے لئے دوسری جگہ لے جانا مکروہ ہے۔

جب مفلس مسلمان مر جائے

اگر کوئی مفلس مسلمان اس حالت میں مر جائے کہ اس نے اپنا اتنا مال بھی نہ چھوڑا ہو کہ اس کو کفن دیا جا سکے تو پھر اس کا کفن دوسرے مسلمانوں پر واجب ہے بیت المال سے اس

کی تجہیز و تکفین کا خرچ مل جائے تو ٹھیک ہے ورنہ مسلمانوں سے روپیہ جمع کر کے اس کی تجہیز و تکفین کر دی جائے اگر جمع کئے ہوئے روپیے تجہیز و تکفین کے بعد بچ جائیں تو کسی دوسرے محتاج کی میت کی تکفین میں خرچ کیا جائے اور اگر کوئی محتاج میت نہ ملے تو فقراء کو تقسیم کر دیا جائے اگر چندہ جمع کرنے والا خود ہی محتاج ہو تو اپنے خرچ میں لے آئے۔

دفن کے وقت کی کوتاہیاں

(۱) بعض لوگ دفن کے فوری بعد چالیس قدم دور جا کر دعا کرتے ہے، اور بعض لوگ ستر (۷۰) قدم پیچھے ہٹ کر دعا مانگتے ہے یہ بدعت ہے سنت سے اس کا کوئی تعلق نہیں تدفین کے بعد تھوڑی دیر قرآن شریف پڑھنا اور دعاء مغفرت کرنا مستحب ہے۔

(۲) بعض علاقوں میں میت کے کفن پر کلمہ شریف مٹی سے لکھتے ہیں اور میت کو قبر میں رکھنے کے بعد ایک اینٹ پر لکڑی سے کلمہ شریف لکھ کر میت کے سر کے پاس رکھ دیتے ہے اس کا سنت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

(۳) بعض علاقوں میں قل شریف پڑھ کر سارے حاضرین میت کے ساتھ لحد میں ڈال دیتے ہیں یہ بھی بدعت ہے ہم نے جو دفن کا طریقہ لکھا ہے اس میں مسنون عمل موجود ہے دیکھ لیں۔

(۴) جو قبر بیٹھ جائے یا گر جائے اس قبر کو از سر نو بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۵) جان بوجھ کر پرانی قبر کو میت کی موجودگی کی حالت میں بغیر ضرورت کے کھودنا جائز نہیں ہے۔

(۶) میت کو قبر میں سلا کر ویسے ہی اوپر مٹی ڈال دینا خلاف سنت ہے۔

(۷) بعض علاقوں میں یہ بدترین رسم ہے کہ جب کوئی عورت حیض یا نفاس کی حالت میں انتقال کر جاتی ہے تو اس کی قبر میں چالیس یا بیس گھڑے پانی ڈالا جاتا ہے اور کہا جاتا ہیکہ اسکا یہ غسل ہے، یہ جہالت اور نادانی ہے ایسے عمل سے باز آنا چاہیے۔

(۸) بعض علاقوں میں یہ رسم ہیکہ جب کسی کی تدفین میں مسلمان اور غیر مسلم دونوں شریک ہوتے ہیں تو مسلمانوں کے ہاتھوں کی مٹی سرہانے اور غیر مسلموں کے ہاتھوں کی مٹی پیر کے نیچے ڈالتے ہیں یہ ایک غیر شرعی رسم ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں۔

(۹) بعض علاقوں میں قبروں میں بیری کی ٹہنی ڈالتے ہیں فتاوی رشیدیہ میں اس عمل کو شیعہ کا شعار قرار دیا گیا ہے لہذا اس رسم سے بھی بچنا چاہیے۔

(۱۰) بعض علاقوں میں یہ رواج ہے کہ جب کمسن بچہ کی وفات ہوتی ہے تو ماں مرحوم بچے کا دودھ بخشتی ہے یہ دودھ بخشنے کی اصطلاح ایک رسم ہے جس کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

(۱۱) بعض علاقوں میں لوگ تدفین سے فارغ ہوکر واپسی پر گھر میں داخل ہونے سے پہلے چاہے ان کے پیروں میں مٹی وغیرہ لگی ہوئی نہ ہو اپنے پیروں کے دھونے کو ضروری سمجھتے ہیں، عورتیں پیر دھوئے بغیر اندر آنے کی اجازت نہیں دیتیں، جنازہ اور تدفین میں شریک لوگ اگر واپسی پر وضو کرلیں تو مستحب ہے۔(۱۲) بعض علاقوں میں شوہر کے انتقال کے بعد بیوہ عورت کو اسکے سامنے لایا جاتا ہے اور میت شوہر کے سامنے بیوہ کی چوڑیاں توڑی جاتی ہیں اس رسم کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں ہے حکم یہ ہے کہ شوہر کے انتقال کے بعد عورت اپنی چوڑیاں اتار کر رکھ لے عدت کے ختم ہونے پر پھر پہن لے۔

(۱۳) بعض علاقوں میں قبر میں مردہ کو رکھ کر ایک دو روز تک قبر کھلی رکھتے ہیں یہ خرافات میں سے ہے، تدفین کے ساتھ ہی قبر بند کردینی چاہیے۔

(۱۴) بعض علاقوں میں چھوٹی الائچی پیس کر مردے کے بدن پر لگایا جاتا ہے اسکی بھی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے ۔

(۱۵) بعض علاقوں میں قبر کو چھ فٹ گہرا کھودا جاتا ہے تاکہ مردہ قبر میں کھڑے ہوکر نماز پڑھ سکے۔ یہ خیال بھی غلط ہے، نماز، روزہ وغیرہ زندگی ہی میں فرض ہیں

مرنے کے بعد سب معاف ہو جاتے ہیں ۔

(۱۶) بعض علاقوں میں قبر میں گدے بچھائے جاتے ہیں، پھولوں کی ہار رکھتے ہیں، تکیے رکھے جاتے ہیں تا کہ پیر صاحب کو تکلیف نہ ہو، بہر حال یہ ساری چیزیں بدعت ہیں سنت سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

(۱۷) بعض علاقوں میں میت کے سرہانے کنکریاں رکھی جاتی ہیں تا کہ منکر نکیر کنکریوں کو دیکھکر معلوم کرلیں کہ ان کنکریوں کے بقدر قرآن شریف پڑھکر اسکے نام بخش دیا گیا ہے اسکی بھی کوئی اصل شریعت میں نہیں ہے۔

قبرستان میں اذان

بعض لوگ قبرستان میں میت کے دفن کے موقع پر اذان دیتے ہیں اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ اذان دعاء کی قبولیت کا ذریعہ اور میت کی وحشت کے دور ہونے کا سبب ہے یہ صحیح ہیکہ اذان کی یہ تاثیر ہے لیکن قبر میں میت کی تدفین اذان کا موقع نہیں ہے۔ حضور ﷺ اور صحابۂ کرامؓ سے اس کا کہیں بھی ثبوت نہیں ہے اس لئے یہ بدعت ہے۔

قبروں کو پختہ بنانا کیسا ہے؟

قبر پر چہار دیواری پختہ بنانا اور اس پر مستقل پختہ مکان بنانا جائز نہیں ہے جس قبر پر بھی اس طرح کیا جاتا ہے وہاں بدعت کا آغاز ہو جاتا ہے۔

قبر پر چراغ

قبر کے اوپر چراغ، اگربتی، لوبان وغیرہ جلانا بدعت اور ممنوع ہے حضور ﷺ اور صحابۂ کرامؓ سے کہیں بھی یہ بات منقول نہیں ہے۔

قبرستان میں جوتے پہننا

قبروں پر سے راستہ بنانا منع ہے خواہ جوتا پہن کر یا برہنہ پا ہو اور قبروں سے بچ کر

جوتا پہنے ہوئے چلنا درست ہے آج کل تدفین کے موقع پر لوگ ادھر ادھر موجود قبروں کا کوئی لحاظ نہیں کرتے ان قبروں پر جوتوں کے ساتھ یا جوتوں کے بغیر کھڑے ہو جاتے ہیں یا ان پر سے چل کر جاتے ہیں اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔

قبر پر دعاء

تدفین کے بعد یا کسی بھی موقع پر قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنا بھی درست ہے اور بغیر ہاتھ اٹھائے دعا کرنا بھی درست ہے حضور ﷺ نے دفن کے بعد قبلہ کی طرف رخ فرما کر ہاتھ اٹھا کر دعا کی ہے اگر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا چاہے تو آنحضرت ﷺ کی پیرو کا کرتے ہوئے قبر کی طرف رخ نہ کیا جائے بلکہ قبلہ کی طرف رخ کیا جائے۔

قبر پر سورۂ فاتحہ

تدفین کے بعد یا کسی بھی موقع پر زیارت قبور کے وقت سورہ ءفاتحہ یا قرآن مجید کی کوئی سورت وغیرہ کھڑے ہو کر پڑھنا چاہئے اگر کسی کو زیادہ دیر تک ٹھہرنا مشکل ہو یا کھڑے ہونے میں تھکان ہو تو بیٹھنا بھی درست ہے اگر زندگی میں میت سے بے تکلفی کے تعلقات تھے تو کھڑے ہونا اور بیٹھنا (دونوں) صورتیں درست ہیں۔

کیا عورتیں قبروں کی زیارت کرسکتی ہیں؟

لعن اللہ زوارات القبور اللہ تعالی نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے، (باب زیارۃ القبور، مشکوۃ شریف) عورتیں اگر زیارت قبور کو قبرستان جائیں تو اس میں دوسرے مفاسد ہیں مثلاً پردہ کا اہتمام نہیں کریں گی وہاں جا کر قبور دیکھ کر خاص کر جب کہ وہ انکے اعزہ، اولاد، والدین، شوہر وغیرہ کی قبریں ہوں تو بے صبری کیساتھ چلا کر بیان کر کے روئیں گی سینہ کوبی کریں گی بال نوچیں گی، منہ پیٹیں گی، اگر وہ بزرگوں کی قبریں ہوں تو وہ انکا طواف کریں گی ان کو سجدہ کریں گی ان سے مرادیں مانگیں گی ان پر چادر ڈالیں گی وہاں چراغ جلائیں گی چڑھاوا چڑھائیں گی غرض شرک و بدعات میں مبتلا

ہوں گی جیسا کہ اولیاء کرام کی قبروں پر اس قسم کے مناظر دیکھ کر دل کڑھتا ہے اور ان کی بد نصیبی پر دل تڑپتا ہے ان تمام امور پر نبی رحمت کی نگاہ دور میں تھی جسکی وجہ سے نبی رحمت ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت الٰہی کی وعید بیان فرمائی۔

قبروں کی زیارت کا طریقہ

قبروں کی زیارت مستحب ہے زیارت سے میت کو بھی فائدہ ہے اور خود زیارت کرنے والے کو بھی اس لئے کہ زیارت سے اپنی موت یاد آتی ہے اور یہی مقصود بھی ہے بہتر یہ ہے کہ ہر ہفتہ کم از کم ایک مرتبہ قبروں کی خاص کر والدین کی قبروں کی زیارت کرے، زیارت کیلئے جمعہ پیر اور جمعرات کا دن بہتر ہے ورنہ جس دن بھی موقع ملے زیارت کرے، قبرستان میں داخل ہو کر یہ دعاء پڑھے'

قبرستان میں سورۃ یسین پڑھنے اور اس کا ثواب اہل قبور کو بخشنے پر اس دن اللہ تعالی قبرستان کے سارے مردوں سے عذاب میں تخفیف کر دیتے ہیں بلکہ اٹھا دیتے ہیں ایسے ہی جمعہ کے دن پڑھنے پر مردوں سے عذاب اٹھا لیا جاتا ہے، (مراقی الفلاح) زیارت قبر کے وقت پائنتی کھڑا ہونا بہتر ہے

میت کیلئے دعا کرتے وقت قبر کے سامنے ہاتھ اٹھانے کے بجائے قبلہ رخ ہو کر دعا کی جائے قبروں کا طواف کرنا جائز نہیں ہے

تدفین کے بعد

تدفین کے بعد لوگ میت کے رشتہ داروں کو تعزیت دے کر اپنے اپنے گھر چلے جائیں تدفین کے بعد میت کے گھر پر اجتماع کرنا اور کھانے پینے کیلئے باقاعدہ دعوت کی شکل میں دستر خوان بچھانا مکروہ عمل ہے کیونکہ اجتماعی کھانا بہت خوشی اور مسرت کے وقت ہوا کرتا ہے، غم اور مصیبت کے وقت نہیں میت کے گھر والوں کیلئے کھانا بھیجنا سنت ہے۔

تعزیت

جس گھر میں کسی کا انتقال ہوا ہو اس گھر کے لوگوں کو یعنی میت کے ماں باپ بھائی کی بہن میاں بیوی بیٹا بیٹی اور رشتہ داروں کو تسکین وتسلی دینا اوران کو صبر وشکر کی تلقین کرنا بھی سنت ہے، اسی عمل کو شریعت میں تعزیت کہا جا تا ہے، حضور ﷺ خود بھی لوگوں کے یہاں جا کر تعزیت فرمایا کرتے تھے اوران کو صبر کی تلقین کرتے تھے۔تعزیت میں یہ بھی شامل ہے کہ جس گھر میں موت ہوگئی ہے اس کے یہاں کھانا وغیرہ بھجدیں مگر تین وقت سے زیادہ کھانا نہ بھیجنا چاہیئے ۔

تین دن کے بعد تعزیت کیلئے جانا مکروہ ہے البتہ باہر سے آنے والوں کیلئے تین دن کی قید نہیں ہے۔بعض عورتیں میت کے گھر میں تین دن تک چولہے میں آگ جلانے کو برا سمجھتی ہیں یہ بالکل جاہلانہ خیال ورسم ہے۔

تعزیت میں پردہ کا لحاظ رکھنا ضروری ہے تعزیت مسنون ہے اوراس موقع پر بے پردہ ہونا حرام ہے۔

ایصال ثواب

امام ابوحنیفہ اور امام احمد اور جمہور سلف وخلف عبادات بدنیہ میں وصول ثواب کے قائل ہیں علماء اہل سنت کی نگاہ میں ایصال ثواب مشروع ہے، یعنی قرآن شریف وغیرہ پڑھکر ثواب پہنچایا جا سکتا ہے، اگر تمام لوگ یا بعض سورۂ اخلاص یا کوئی بھی سورت پڑھ کر میت کو ثواب پہنچادیں تو یہ باعث اجروثواب ہے، ایک وقت میں اگر کئی مردہ اشخاص کو ثواب پہنچایا جائے تو سب کو ثواب پہنچتا ہے، لیکن اگر پہلے کسی چیز کا ثواب ایک میت کو پہنچا دیا تو پھر دوسرے وقت میں اسی صدقہ وکلام مجید کا ثواب دوسری میت کو نہیں پہنچا سکتا کیونکہ وہ ثواب اول میت کو پہنچ گیا، ایصال ثواب میں اگر میت کے باپ کا نام معلوم نہ ہو تا صرف اسی کا نام لینا ہے، فلاں بن فلاں کہنا

مناسب ہے، دل میں جوارادہ ہے وہ اللہ تعالی کومعلوم ہے،

ایصال ثواب کی آسان شکل صرف یہی ہے کہ جو چیز پڑھی جارہی ہے یا جو مال خرچ کیا جارہا ہے اس وقت ایصال ثواب کی نیت کرلی جائے اس وقت جو بدعات وخرافات گھڑلئے گئے ہیں انکی کوئی اصل نہیں ہے،ان تمام بدعات وخرافات سے پرہیز کرنا چاہیئے

سوم اوردہم وچہلم

میت کے لئے ایصال ثواب کرنے میں کسی دن ،تاریخ اوروقت کی کوئی قیدنہیں ہے، ہردن برابر ہے ،عموما عوام میں یہ رواج ہے کہ وہ آدمی کے انتقال کے تیسرے دن زیارت کے نام سےایصال ثواب کرتے ہیں پھردہم یعنی انتقال کے دسویں دن اورچہلم یعنی انتقال کے چالیسویں دن ایصال ثواب کیلئے منتخب اورمقرر کرتے ہیں اورعقیدہ یہ ہے کہ ان دنوں میں ایصال ثواب کرنا چاہئے اوران دنوں میں باقاعدہ دعوتیں ہوتی ہیں، جس میں فقراء کم اور امراء دوست واحباب زیادہ شریک ہوتے ہیں گویا ایک تقریب ہوتی ہے،سوم دہم جاورچہلم اور برسی کے نام پرلوگوں کوکھانا کھلارہے ہیں اور یہ تو ایک اعتبار سے صدقہ وخیرات کے مقدارتو غریب ومفلس ومسکین ونادارلوگ ہیں جبکہ عموماان دنوں میں ان کوکوئی پوچھ کرنہیں دیکھتا ،اب دعوتوں میں کارنشین موٹرنشین ہی تشریف لاتے ہیں ،اب تو چہلم اور برسی کیلئے دعوت نامے بھی چھپ رہے ہیں اب ان خوشنما دعوت ناموں کابھی ایصال ثواب ہورہاہے۔

جب زیارت چہلم اور برسی کا کھانا ثواب پہنچانیکی نیت سے پکایا گیا تو پھر اسی کھانے میں سےاہل خانہ،رشتہ داراور پیٹ بھرےلوگ کیسے کھاسکتے ہیں، اورایسے موقعوں پر جومردوں اورعورتوں کا اختلاط ہورہاہے بےحجابی ہورہی ہے کیااس اجروثواب کےساتھ ان گناہوں کاایصال ثواب کیا جارہاہے،کیا

چہلم برسی اور دہم سوم وغیرہ حضورﷺ اور صحابہء کرام سے ثابت ہے؟ کیا کسی بھی حدیث کی کتاب سے ان مخصوص ایام میں ایصال ثواب کی مجلسوں کے انعقاد کا ثبوت مل سکتا ہے؟

تعزیتی جلسہ

کسی مسلمان کے انتقال پر میت کے متعلقین کی تعزیت کرنا یعنی تلقین صبر وغیرہ کرنا سنت سے ثابت ہے اگر وہاں خود جا کر تعزیت کا موقع نہ ہو تو خط کے ذریعہ سے بھی سلف صالحین سے تعزیت کرنا منقول ہے۔

جس کے انتقال سے بہت سے لوگوں کو صدمہ ہو بہت لوگ تعزیت کی ضرورت محسوس کریں اور سب کا پہنچنا دشوار ہو تو اس کے لئے سہل صورت یہ ہے کہ ایک جلسہ کر کے تعزیت کر دیجائے اس کے میں بڑی جماعت سفر کی زحمت سے بچ جاتی ہے اور میت کے متعلقین پر کثیر مہمانوں کا بار بھی نہیں پڑتا اور مجمع عظیم کی متفقہ دعا بھی زیادہ مستحق قبول ہے بظاہر اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں لیکن بہت جگہ اس نے محض رسم کی صورت اختیار کر لی ہے کہ مقصود یہ ہوتا ہے کہ اخبار میں نام آجائے گا اور ہماری شہرت ہو جائے گی۔ اگر ہم نے تعزیتی جلسہ نہ کیا تو لوگ ملامت کریں گے وغیرہ وغیرہ اگر یہ صورت ہو تو پھر اس کو ترک کرنا چاہیئے۔

میت کے لئے ایصال ثواب ثابت ہے قرآن پاک کی تلاوت کا ثواب پہنچانا بھی درست ہے۔ انفرادی پڑھنا بھی درست ہے جو نیک کام بھی اللہ کے لئے کیا جائے اور یہ دعا کر لی جائے کہ یا اللہ اس کا ثواب فلاں کو پہنچا دے تو بس اس کا ثواب پہنچ جاتا ہے سلف صالحین سے نماز، تلاوت، صدقہ، حج، وغیرہ، کا ثواب پہنچانا ثابت ہے۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁